- اللہ مخرج ماکنتم تکتمون

اور اللہ ظاہر کرنیوالا ہے اُسے جو تم چھپارہے تھو٭

کشف الاسرار

یعنے

حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کی قبر کشمیر مین ہونے کا ثبوت

دلائل عقلیہ ونقلیہ سے

جسے

سلسلہ احمدیہ کے مشہور مُحقّق ومناظر جناب سید صادق حسین صاحب

مختار عدالت اٹاوہ وسکرٹری انجمن احمدیہ نے مُرتّب کیا

صفر ہجری المقدس ۱۳۲۹ سنہ مطابق فروری ۱۹۱۱ سنہ ء

بلدار پریس قادیان مین بحکم میان معراج الدّین صاحب پرنٹر وپبلشر چھپکر شائع ہوا

بار اوّل

تعداد ۴۰۰

قیمت ۲

صحّت نامہ کشف الاسرار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	ایمان ہے	ایمان لایا ہے
۳	۲۲	زمانہ نسخہ	زمانہ کا نسخہ
۴	۱۵	لنجیڈ	لیجنڈ
۶	۲۱	معنی مین	معنی ہین
۸	۳	اپنام	اپنا نام
۱۰	۹	لمبند	ہند
〃	۱۸	بودہ ست	بودہ مست
۱۱	۸	جنگلون معہ	جنگلون مین معہ
۱۳	۹	منہا	فیہا
۱۴	۱۴	گاپھل	گاسپل
۱۶	۲۳	علاقہ شاہی	علامہ منادی
۱۷	۷	جیز مین	جیزس
۱۸	۲۲	رمین	زمین
۲۷	۹	گرجالفی	جاگریفی
۱۸	۲۱	نمخ	فسخ
۲۹	۲۰	معلوم ہوتا ہے کہ	معلوم ہوتا ہو ممکن ہے کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۸	عند التحقیقات سے مجھی	عند التحقیقات مجھے
〃	۱۱	انیس ۱۹ برس	اُنیس سو برس
۳۳	۱۲	ثبوتان سے کے	ثبوتون کو
۳۸	۱	لغایت	بغایت
〃	۱۰	خانیار مین پانیوالا	خانیار مین وفات پانیوالا
〃	۱۴	نکوبس	نکولس
۳۹	۱۸	کچھ عرصہ کر کے	کچھ عرصہ قیام کر کے
۳۵	۲	قادیانی اور	قادیانی کے پاس اور
۴۳	۱۴	اب کریمہ	اب آیۃ کریمہ
۴۴	۱۲	علیہ الرحمہ کو جو	علیہ الرحمہ نے جو
〃	۱۳	ہدایت	روایت
〃	۲۲	باتون اس	باتون مین اس
۴۵	۵	وفات پر	وفات پاکر
〃	۱۳	معنوعی کتبہ	مصنوعی کتبے
۴۶	+	سنہ ۱۹۱۷ء	سنہ ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کتاب یوزآسف اور بلوہر

پر

ایک محققانہ نظر

(از سید صادق حسین مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ)

عالی جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب مددگار ہوم سکرٹری حیدرآباد دکن نے محمڈن اینگلو اورنیٹل کالج میگزین کے ستمبر اور اکتوبر ۱۸۹۶ء کے پرچون مین ایک مضمون لکھا تھا۔ جس کا عنوان یہ تھا "کتاب یوزآسف اور بلوہر پر ایک مورخانہ نظر"۔ اتفاق سے یہ مضمون آجکل میری نظر سے گذرا۔ مین نے اس مضمون کو نہائت غور اور دلچسپی کے ساتھ پڑھا۔ مگر ۱۸۹۶ء سے اب تک یوزآسف کے متعلق کامل تحقیقات کے بعد جو نئی باتین دریافت ہوئی ہین۔ اُن کے لحاظ سے عزیز مرزا صاحب کے مضمون مین مجھے کئی غلطیان نظر آئین۔ اِس لئے مینے مناسب سمجھا۔ کہ اس مضمون پر قلم اوٹھایا جاوے۔ اور عزیز مرزا صاحب کے مضمون سے پبلک کو جو مغالطہ پیش آیا ہے۔ اس مغالطہ کو دور کیا جاوے۔

زمانہ تصنیف کتاب

فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون مین یہ دکھلایا ہے۔ کہ کتاب یوزآسف ابتداءً سنسکرت مین لکھی گئی اور غالباً کلیلہ ودمنہ کے ساتھ اِس کا ایرانی زبان مین ترجمہ ہُوا۔ زمانہ تصنیف کی نسبت فاضل مضمون نگار نے

لکھا ہے کہ " اگرچہ کوئی خارجی شہادت موجود نہین ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے خود کتاب مین بعض ایسی اندرونی شہادتین موجود ہین۔ جن سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ کس زمانہ مین لکھی گئی۔ چونکہ جب یوز آسف پر ایمان ہے۔ تو اس وقت تین سو برس بودہ کو ہو چکے تھے اور پھر آخر مین مصنف کتاب نے لکھا ہے۔ کہ یوز آسف کا چچا سمتا اولاً اس کی نیابت ملک شولابت مین کرتا رہا۔ اور اس کے بعد اس کا بیٹا سائل تخت نشین ہوا۔ اور اس کی بہت اولاد ہوئی اور یہ سلطنت نسلاً بعد نسل اوس کے خاندان مین رہی اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ یوز آسف کے زمانہ کے دو سو برس کے بعد یہ کتاب لکھی گئی۔ اور چونکہ بودہ حضرت عیسیٰ سے قریباً پانچسو برس پہلے گذرا ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ کتاب غالباً حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے کچھ ہی پہلے لکھی گئی تھی "

پھر شہزادہ یوز آسف کا آخر کار کشمیر مین وفات پانا تسلیم کر کے اس فاضل مضمون نگار نے صفحہ ۳۸۷ مین لکھا ہے۔

" یہ ایک نہائت عجیب و غریب بات ہے۔ کہ ملک کشمیر مین ابھی تک ایک نہائت پرانا مزار موجود ہے جو یوز آسف نبی کا مزار کہلاتا ہے اس سے دو باتین مستنبط ہوتی ہین ایک تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس قصہ کی کچھ اصلیت ہے اور یوز آسف (بودہ ست) جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ مذہب بودھ کا مجدد تھا۔ دوسری صدی عیسوی کے قریب مذہب بدھ کا تسلط کشمیر پر بھی ہو گیا تھا "

ہم اس مضمون مین انشاء اللہ العزیز روز روشن کی طرح یہ ثابت کر دکھائین گے کہ یوز آسف (بودہ ست) نہ تھا۔ نہ وہ مذہب بودھ کا مجدد تھا۔ جیسا کہ عزیز مرزا صاحب کا خیال ہے۔ بلکہ یوز آسف اصل مین یسوع آسف ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ پس ناظرین اس سے بہ آسانی نتیجہ نکال سکین گے۔ کہ کتاب یوز آسف کا زمانہ تصنیف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد مبارک کے سو دو برس بعد ہے اور عزیز مرزا صاحب کا یہ خیال کہ کتاب یوز آسف غالباً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے کچھ ہی پہلے لکھی گئی تھی۔ محض غلط ہے۔

تراجم کتاب یوزآسف

یہ سچ ہے کہ کتاب یوزآسف نے دنیا مین حیرت انگیز قبولیت وشہرت حاصل کی۔ چنانچہ اس کا مختلف زبانون مین ترجمہ ہو کر شائع ہونا اس کی قبولیت وشہرت عام کا بین ثبوت ہے۔ ہم فاضل مضمون نگار کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ انھون نے کتاب کے تراجم کا حال محققانہ طرز پر بہائت شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔ مگر ہم اس مضمون مین صرف اس کی تلخیص پر اکتفا کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔ ڈاکٹر لائے بریکٹ اور پروفیسر میکسملر نے ثابت کر دیا ہے کہ دراصل یہ کتاب سنسکرت سے لی گئی ہے۔ پروفیسر کہن نے تسلیم کیا ہے کہ مسلمانون نے اس کتاب کے محفوظ رکھنے اور شائع کرنے کیا کوشش کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ابوجعفر المنصور کے زمانہ مین مسلمانون نے صرف نجوم وہندسہ وطب کے ضروری علوم ہی کی طرف توجہ نہین کی بلکہ منجملہ دوسرے علوم کے علم اخلاق کی بعض نادر کتابون کا بھی ترجمہ ہوا۔ اگر علامہ ابن الندیم کی کتاب الفہرست کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو گا کہ اس کتاب کا نام ان ہندی کتب مین داخل ہے۔ جن کا ترجمہ خواہ براہ راست سنسکرت سے یا پہلوی کے ذریعہ سے عربی مین ہوا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ امر کہ اس کتاب کا ترجمہ ابوجعفر المنصور ہی کے زمانہ مین ہوا۔ اس کی بڑی شہادت تو یہ ہے کہ یوحنا طبیب جس سے اس کا یونانی ترجمہ منسوب ہے منصور ہی کے زمانہ مین گذرا ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ کلیلہ ومنہ کا ترجمہ بھی اسی کے زمانہ مین ہوا تھا۔ تیسرے طرز تحریر بھی اسی زمانہ کا معلوم ہوتا ہے۔ منصور کے زمانہ مین مترجم پہلوی تین تھے۔ (۱) نوبخت منجم (۲) ابوسہیل مجوسی (۳) ابن المقفع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیاس یہ چاہتا ہے۔ کہ یوزآسف وبلوہر کا ترجمہ بھی اسی آزاد منش شخص نے کیا ہو گا۔ جو اسلام اور دوسرے مذاہب کو ایک نظر سے دیکھتا تھا اور جس نے اس قسم کی ایک کتاب کالیہ ومنہ کا ترجمہ بھی کیا تھا۔ یہ شخص عبداللہ ابن المقفع تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب اس قدر مقبول ہوئی۔ کہ عربی مین اس کا ایک ہی ترجمہ موجود نہین ہے۔ بلکہ پروفیسر کہن کا بیان ہے۔ کہ تین مختلف صورتون مین یہ کتاب موجود ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سب سے قدیم زمانہ نسخہ تو وہی ہے جو اس وقت عربی مین چھپا ہوا موجود ہے۔ اور اس کے سب سے قدیم ہونے کا ثبوت یہ ہے

کہ وہی یونانی ترجمہ کے بہت زیادہ حدتک مطابق ہے اور اس کی دوسری صورت اہل تشیعہ کی مشہور کتاب اکمال الدین واتمام النعمۃ مین موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یوز آسف وبلوہر کی اخلاقی عظمت نے مجتہدین اہل تشیع کے دل پر ایسا اثر کیا تھا کہ انھون نے اوسکو علی بن حسین بن علی علیہ السّلام سے منسوب کر دیا۔ اور ابی جعفر محمدؐ بن علی بن بابویہ القمی نے جو چوتھی صدی ہجری مین گذرا ہے اوسکو احادیث مین درج کیا ہے ...... شیخ شہاب الدین سہروردی نے اپنی مشہور کتاب عوارف المعارف مین نصیحت کے مُوثر اور غیر مُوثر ہونے کی وہی مثال دی ہے۔ جو اس کتاب مین درج ہے ...... مشرق مین اس کا ترجمہ فارسی حبشی جارجین ارمنی اور عبرانی زبانون مین ہُوا ہے اور اس کی شہرت ایسی عالمگیر ہوئی کہ ۱۷۱۲ء مین جزائر فلپائن مین زبان ٹگالا مین بھی ترجمہ ہُوا۔ لیکن مغرب مین اس کی قدردانی مشرق سے بھی زیادہ ہوئی ...... یوحنا دمشقی نے جو ابوجعفر المنصور کا طبیب تھا اس کا ترجمہ زبان یونانی مین کیا ...... خاص یوروپ مین اس قصہ کا علم پہلی دفعہ سائیمون منا فراسٹ کی کتاب تذکرۃ الاولیاء کے ذریعہ سے ہُوا۔ جس مین اس نے پورے قصہ کو یونانی زبان مین لکھا۔ سائیمون ۱۱۵۰ء مین گذرا ہے ...... تیرہوین صدی عیسوی مین ونسنٹ نے جو شہر لووے کا رہنے والا تھا۔ اس قصہ کو اپنی کتاب اسپیکیولیم ہسٹوریال مین داخل کیا اور جیکوبس ڈی ڈورین نے کسی قدر اختصار کے ساتھ اپنی کتاب گولڈن لیجنڈ (حدیث زرین) مین اس کا اعادہ کیا۔ اور انہین مُصنفین کی کوششون کا یہ نتیجہ ہُوا کہ یوزآسف وبلوہر کے نام سینٹ جوزافٹ اور سینٹ بارلم کے لقب سے کلیسائے یونانی ورومی کے اولیاءؑ کی فہرستون مین داخل ہوئے اور ان سب باتون کا یہ اثر ہوا کہ سینٹ جوزافٹ وسینٹ بارلم اس قدر مقبول ہوگئے۔ کہ ان کے نام سے گرجا بنائے گئے۔ چنانچہ پالرمو واقع سسلی مین ایک گرجا سینٹ جوزافٹ کے نام سے آج تک موجود ہے ...... بوہیمیا اور پولینڈ اور آئس لینڈ کی زبانون مین بھی ترجمہ ہُوا۔ بلکہ آئس لینڈ کی زبان مین تو ایک ناروے کے بادشاہ نے ۱۲۴۰ء مین خود ترجمہ کیا۔ دوسری طرح پر بھی اس کتاب کے مضامین کا اثر یوروپ کے لٹریچر پر بہت پڑا ہے۔ اٹلی کے مشہور فسانہ نگار بوکاچیو اور انگلستان کے شاعر

گاور اور وحید الدہر شکسپیر اور مولف جیسا رومانارم نے اپنی تصنیفات مین ان قصون سے بہت مدد لی ہے ...... اب اگر خود قصے پر نظر ڈالی جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مین کوئی فوق العادت بات جو انسان کو بالطبع مرغوب ہے نہین ہے۔ بلکہ مصنف نے ساکیامنی کے ابتدائی حالات اور بودھ مذہب کے اخلاقی نصائح کو سیدھے سادھے طور پر بیان کر دیا ہے۔"

فاضل مضمون نگار کا یہ خیال کہ کتاب یوزآسف مین ساکیامنی کے ابتدائی حالات اور مذہب بودھ کے اخلاقی نصائح درج ہین۔ افسوسناک غلطی کا نتیجہ ہے خود فاضل مضمون نگار صاحب اپنے مضمون مین اپنی تردید آپ کرتے ہین۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہین کہ یوزآسف (بودھ ست) جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے مذہب بودھ کا مجدد تھا" پس جب یوزآسف مذہب بودھ کا مجدد ٹھہرا۔ تو وہ ساکیامنی بودھ کیسے ہوسکتا ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ مولوی عزیز مرزا صاحب یوزآسف کے بارہ مین کس قدر متردد و حیران ہین۔

اب ہم ناظرین کو دکھلانا چاہتے ہین۔ کہ یوزآسف دراصل کون شخص تھا اور اِس غرض کے لئے اخویم جناب مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان کی چٹھیات مطبوعہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ نمبر ۱۱ و ۱۲ و جلد ۳ نمبر ۵ سے ذیل کا اقتباس درج کرتے ہین۔

یوزآسف اصل مین یسوع آسف ہے

میکسمولر اور دوسرے مصنفین جو سب سے پہلے اِس بات کیطرف گئے ہین کہ جوزافٹ اور بودی ستوا یعنی گوتم بدھ دراصل ہین ان کو علم نہین تھا کہ جوزافٹ کی قبر سری نگر مین ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے۔ کہ گوتم بدھ کی تربت ایک اور جگہ سے نکلی ہے اور کوئی سمجھدار خیال نہین کریگا کہ جو شخص محلہ خانیار مین مدفون ہے۔ وہ گوتم بدھ ہے۔ اِس امر مین شک نہین ہوسکتا کہ یہ یوزآسف یا جوزافٹ کی قبر ہے۔ لوگ بالاتفاق گواہی دیتے ہین کہ یہ نبی یوزآسف کی قبر ہے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ یوزآسف سری نگر مین مدفون ہے

اور یہ شخص غیر ملک کا باشندہ تھا اور ایک شہزادہ تھا۔ ہزار سال سے زیادہ لکھے ہوئے نوشتے بھی یہی گواہی دیتے ہین ان اُمور کے مقابل مین یہ کہنا محض بے ہودہ ہے کہ یوز آسف اور گوتم بُدھ ایک ہی شخص کے دو نام ہین جن صاحبون نے پہلے یہ رائے قائم کی انکو ان اُمور کا علم نہین تھا۔ ورنہ وہ یہ رائے ہرگز ظاہر نہ کرتے۔

اگر یوز آسف کے قصہ کے بعض واقعات گوتم کے حالات سے ملتے ہون۔ تو اس سے ثابت نہین ہوسکتا کہ دونون ایک ہی شخص کے نام ہین۔ ممکن ہے کہ جس طرح گوتم کو بُدھ (یعنی حکیم) کا خطاب دیا گیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی خطاب دیا گیا ہو۔ بُدھ صرف گوتم کا ہی نام نہین۔ گوتم سے پہلے بھی اور پیچھے بھی کئی بُدھ ہوئے ہین۔ حضرت مسیح کے ہند مین آنے پر ممکن ہے کہ اہل ہند نے انکو بھی بُدھ کا خطاب دیا ہو اور اس طرح گوتم کی طرح حضرت مسیح بھی بُدھ کے نام سے مشہور ہوگئے ہون۔ اور اس طرح یوز آسف کا قصہ لکھنے والون کو مغالطہ ہوگیا ہو۔ اور انہون نے گوتم بُدھ کے حالات مسیح بدھ کے حالات مین درج کردیے ہون پس صرف بعض حالات کی مشابہت سے ثابت نہین ہوسکتا کہ گوتم اور یوز آسف دونون ایک ہی آدمی کے نام ہین۔ یوز آسف کے نام کو بودی ستوا سے جو گوتم کا ایک خطاب ہے۔ کوئی مشابہت نہین اور یہ ہرگز ثابت نہین ہوسکتا۔ کہ بودی ستوا بگڑ کر یوز آسف ہوگیا۔ اگر نامون کی مشابہت کی بنا پر فیصلہ کیا جاوے۔ تو فیصلہ حضرت مسیح کے حق مین ہوتا ہے یوز آسف صریحاً ایک مرکب لفظ ہے جس کے اجزا یوز اور آسف ہین۔

یوز یسوع کا بگڑا ہوا ہے۔ س ز سے متبدل ہوگیا اور آسف عبرانی لفظ ہے۔ اور حضرت مسیح کے اسما مین داخل ہے اور اس کے معنے عبرانی مین اکٹھا کرنے والا ہین۔

پس یوز آسف یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے اور حضرت مسیح کا یہ نام اختیار کرنا قرین قیاس بھی ہے۔ کیونکہ ہندوستان مین آپ بنی اسرائیل کے گمشدہ فرقون کی تلاش مین آئے تھے اور ان کا یہ نام نہایت موزون تھا۔ کیونکہ اس کے معنی مین یسوع اکٹھا کرنے والا گم شدہ بھیڑون کا۔ اور یہ نام ان کی حالت کے نہایت مناسب تھا...... علاوہ ازین ہم جانتے ہین۔ کہ گوتم اور جگہ مدفون ہے۔ مگر حضرت مسیح کی نسبت ثابت ہے کہ وہ قبر مین سے نکل آئے

لمبا سفر کیا۔ اپنے حواریوں سے ملاقاتیں کیں۔ شہد اور مچھلی کھائی اور اپنے ایک حواری کی انگلی بھی اپنے زخموں میں ڈلوا کر اپنے خاکی جسم اور زندگی کا ثبوت دیا۔ یہ اُمور بھی اسی کے مؤید ہیں کہ یوز آسف یسوع آسف ہی ہے۔ گوتم بدھ نہیں ہے۔ کیونکہ ایک کا قبر سے نکلنا اور زندہ پھرنا ثابت ہے۔ دوسرے کا خاک میں مل جانا ثابت ہے پھر لوگوں کی زبانی شہادت اور تاریخ کی گواہی کی کہ یوز آسف شہزادہ ایک غیر ملک کا نبی تھا۔ جو کشمیر میں آکر فوت ہوا یہ بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ یوز آسف سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نہیں پھر ایک اور مؤید قرینہ یہ ہے کہ افغان اور کشمیری گم شدہ بنی اسرائیل کی نسل تسلیم کئے گئے ہیں اور حضرت مسیح کے لئے ضروری تھا۔ کہ وہ اپنی قوم کے اس بڑے حصہ کو بھی تبلیغ کرتے کوئی وجہ نہیں کہ وہ شام کی دو قوموں کو وعظ کرتے اور باقی دس قوموں کو بالکل محروم کرتے حالانکہ وہ کل بنی اسرائیل کے لئے نبی ہو کر آئے تھے۔ اس سے بھی اسی امر کی تائید ہوتی ہے کہ یوز آسف یسوع آسف ہی ہے۔ یعنی گم شدہ قوموں کا تلاش کرنے والا۔ غرض ہر طرف سے اسی امر کا ثبوت ملتا ہے کہ یوز آسف حضرت مسیح ہی ہے۔ گوتم بدھ نہیں۔"

پھر مولوی صاحب موصوف پادری وائٹ برکٹ کے جوابمیں جو ریویو جلد ۳ نمبر ۵ میں چھپا ہے۔ یہ لکھتے ہیں۔

جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ یوز آسف اصل میں بدھ ہی کا نام ہے اور یہ لفظ بودی ستوا سے بگڑ کر بنا ہے۔ انکو یوز آسف کی نسبت اتنا ہی علم تھا۔ جتنا کہ انکو سینٹ جوزافٹ کے قصہ سے معلوم ہوا۔ اس سے بڑھ کر کوئی علم نہ تھا اور جب انھوں نے دیکھا۔ کہ اس کے قصے کے بعض واقعات بدھ کے قصہ سے کچھ مشابہت رکھتے ہیں۔ تو ان کو یہ خیال پیدا ہُوا۔ کہ یوز آسف اور بدھ ایک ہی آدمی کے دو نام ہیں۔ انھوں نے اس امر کی کچھ پرواہ نہ کی کہ یوز آسف اور گوتم بدھ ان دونوں کے ناموں میں کچھ بھی مشابہت نہیں اور خیال کر لیا کہ یوز آسف بودی ستوا کا بگڑا ہُوا ہو گا۔ اگر انکو معلوم ہوتا۔ کہ یوز آسف ایک الگ شخص کا نام ہے جو اپنا مستقل وجود رکھتا ہے۔ تو وہ یہ کبھی خیال نہ کرتے۔ کہ یوز آسف بدھ کا ہی دوسرا نام ہے اب ایسے نئے اُمور پیدا ہو گئے ہیں۔ جن سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ

یوزآسف خود ایک الگ آدمی دنیا مین گذرا ہے۔ اب ہمارا انحصار صرف سینٹ جوزافٹ کے
قصّون پر نہین بلکہ الگ اور نئی راہون سے ثابت ہو گیا کہ درحقیقت کشمیر مین ایک شخص مغرب
کیطرف سے آیا تھا۔ جس نے اپنا نام یوزآسف ظاہر کیا اور جو انبیاء بنی اسرائیل مین سے ایک نبی
تھا۔ حضرت مرزا صاحب (یعنی مہدی مسعود و مسیح علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کو سینٹ جوزافٹ کے
قصّے کی کچھ بھی خبر نہین تھی۔ کہ انکو خبر ملی کہ سری نگر کے محلہ خان یار مین ایک نبی یوزآسف
کی قبر ہے۔ نبی کے لفظ نے انکی توجہ کو اس قبر کی طرف کھینچا۔ کیونکہ یہ لفظ صاف تبلا رہا تھا
کہ یہ کوئی اسرائیلی نبی ہے۔ مزید تحقیقات پر معلوم ہوا کہ درحقیقت یہ نبی ملک شام کی طرف سے
اس مُلک مین آیا اور اس کو آئے قریباً اُنیس سو برس ہو گئے ہین۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ افغان اور
کشمیری بنی اسرائیل ہین۔ دوسری طرف جب نظر اُٹھا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ اُنیس سو برس ہوئے
کہ مُلک شام مین حضرت مسیح کو ایک ایسا واقعہ پیش آیا۔ جسکی وجہ سے اُن کو ملک شام سے ہجرت
کرنی پڑی۔ ان سب اُمور کو جب یکجائی نظر سے دیکھا۔ تو فوراً ہماری طبیعتین اِس طرف جُھک
گئین کہ یہ شہزادہ نبی جن کا محلّہ خان یار مین مزار ہے۔ وہی حضرت مسیح ہین۔ جو ملک شام سے
ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور حضرت داؤد کی نسل سے ہونے کی وجہ سے اپنے تئین شہزادہ
کہا کرتے تھے۔ غرض میری اِس بیان سے یہ ہے۔ کہ ہمین یوزآسف کا پتہ سینٹ جوزافٹ
کے قصّے سے نہین ملا۔ بلکہ ایک الگ راہ سے ہم نے ان کا کھوج نکالا ہے۔ جس سے ثابت
ہوتا ہو کہ یوزآسف اور بدھ دو الگ الگ آدمیون کے نام ہین۔ ایک ہی آدمی کے دو نام
نہین ہین۔ جس طریق سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ یوزآسف لفظ بودی ستوا سے بگڑ گیا ہے۔
اس کی نسبت بھی کچھ کہنا چاہتا ہون۔ اِس امر سے بعض لوگون نے بہت تعجّب ظاہر کیا ہے۔
کہ قصّہ تو ہند کا ہے اور اسمین نام اسرائیلی ہین۔ اِس لئے بعض نے اس امر کے ثابت کرنیکی
کوشش کی ہے۔ کہ یہ نام اصل مین ہندی نامون سے بگڑ کر بنے ہوئے ہین اس امر کے لئے
ان کو عربی اور فارسی حُروف کی شکلون نے بہت مدد دی ہے۔ عربی ابجد کے اکثر حُروف
ایک دوسرے سے بہت مشابہت رکھتے ہین۔ صرف نقطون کے ذریعہ سے ایسے حُروف مین
تمیز کی جاتی ہے۔ مین مثال کے طور پر لفظ یوزآسف کا ہی پہلا حرف لیتا ہون۔ اگر اس کے

لفظون کو نظر انداز کیا جائے ۔ تو ہم اس حرف کو عربی مین با تا ثا لام نون یا چھ مختلف طریق سے پڑھ سکتے ہین اور فارسی مین آٹھ طریق پر یعنی علاوہ مندرجہ بالا حروف کے پ یا ٹ بھی پڑھ سکتے ہین ۔ یہی حال قریباً کُل حروف کا ہے ۔ ان مین بھی صرف نقطون کے ذریعہ سے تمیز کی جاتی ہے ۔ اِن حروف کی مشابہت نے ان لوگون کو بہت مدد دی ہے ۔ جنھون نے قصہ یوز آسف کے عبرانی نامون کو ہندی بنا کر دکھانا چاہا ہے ۔ اِسی طریق سے اُنہون نے یوز آسف کو بودی ستوا بنا کر دکھایا ہے ۔ حروف علت کو چھوڑ کر ان دو لفظون مین صرف ایک ہی حرف مشترک ہے ۔ یعنی س ۔ اور یہ دونون لفظ بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہین ۔ مگر ایک نرالے رنگ سے ان دونون لفظون کو ایک ثابت کیا ہے ۔ اوّل تو یا کے ایک نقطہ کو اُڑا دیا ۔ پھر ذال کا نقطہ اُڑا کر اس کو دال بنالیا ۔ اور آخری فا کی جگہ واؤ رکھدیا ۔ پھر پادری وائیٹ برکٹ صاحب نے ایک اور کمال کیا ہے ۔ انہون نے آخری حرف سے پہلے ایک تا اپنی جیب خاص سے نکالکر رکھدی ہے ۔ اور ایسے ہی کچھ اور تغیّر کر کے یوز آسف کو بودی ستوا بنالیا ہے ۔ مگر سوال یہ ہے ۔ کہ جب حروف کی تمیز کا مدار ہی نقطون پر ہے ۔ تو کیا ہم اپنی مرضی سے نقطون کو اُڑا سکتے ہین ۔ اگر پادری صاحب سمجھتے ہین ۔ کہ کاتبون نے غلطی سے نقطے بڑھا دئے ہین ۔ تو ان کو صحیح نسخہ بھی کوئی پیش کرنا چاہیئے تھا جسمین صحیح نام لکھا ہُوا موجود ہو ۔ اگر کاتبون کی طرف سے کوئی غلطی ہوتی تو وہ نقطہ نہ دینے مین ہونی چاہیئے تھی نہ کہ زائد نقطے ڈالنے مین ۔ کیونکہ ایسا اتّفاق کم ہوتا ہے ۔ کہ کاتب اپنی طرف سے لفظ یا حرف یا نقطے بڑھا دیوے ۔ اگر وہ غلطی کرتا ہے ۔ تو وہ عموماً یہ ہوتی ہے کہ وہ کوئی لفظ یا حرف یا نقطہ چھوڑ دیتا ہے ۔ پھر اگر کاتب نے غلطی کی تھی تو ایک حرف مین کرتا ۔ یہ کس طرح ہوگیا ۔ کہ یہ یوز آسف مین تین حرف نقطہ دار ہین ۔ اور تینون پر ہی نقطہ ڈالنے مین اُس نے غلطی کی ۔ پھر اگر دفعہ غلطی کر چکا تھا ۔ تو ساری کتاب مین وہ کس طرح غلطی کرتا گیا ۔ اور اپنی غلطی پر متنبہ نہ ہُوا ۔ ہان ایک صورت ہے جس سے یہ ماننے مین آسکتا ہے کہ صحیح نام بودی ستوا ہی ہو اور غلطی سے یوز آسف لکھا گیا ہو اور وہ یہ ہے کہ یہ یوز آسف کے قصّے جو عربی وغیرہ زبانون مین موجود ہین ۔ یہ سب

تراجم ہین۔ پادری صاحب کے نزدیک اصل قصہ کسی ہند کی زبان سنسکرت پالی وغیرہ مین تھا اگر وہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ صحیح لفظ بودی ستوا ہے۔ مترجم نے غلطی سے بودی ستوا کی جگہ یوز آسف لکھدیا۔ تو وہ یہ دکھائین۔ کہ سنسکرت یا پالی مین بودی ستوا کا لفظ اس طرز سے لکھا جاتا ہے کہ اس کو آدمی بودی ستوا بھی پڑھ سکتا ہے اور یوز آسف بھی پڑھ سکتا ہے۔ تب ہم قبول کر لین گے۔ کہ مترجم نے لفظ بودی ستوا کے پڑھنے مین غلطی کی ہوگی اور اس جگہ یوز آسف لکھدیا ہوگا۔ ...... پادری صاحب کو معلوم ہوگا کہ انگریزی مین تو عین کے مقابل کوئی حرف ہی نہین۔ اگر یسوع کو انگریزی حروف مین لکھنا ہو تو یسوہی کہینگے یسوع نہین لکھ سکتے۔ پادری صاحب بھی اپنی انگریزی چھٹی مین یسوہی لکھتے ہین۔ پادری صاحب یسوع کے یوز بن جانے پر تعجب کرتے ہین۔ بلند کے مشہور شاعر فیضی کا مصرعہ پڑھین۔ ؎ اسے نام تو یوژ و ذکر ستو۔ اس نے تو یوز بھی نہ رہنے دیا۔ یوژ دیا دیا پھر مین لفظ یوز آسف اور بودی ستوا کی طرف عود کر کے لکھتا ہون کہ صحیح نام یوز آسف ہی ہے۔ اہل کشمیر نے بھی ہم کو یوز آسف ہی نام بتایا۔ عربی ترجمون اور دوسرے نسخون مین بھی ہم نے یوز آسف ہی لکھا ہوا پایا۔ جدھر سے یہ نام نکلتا ہے۔ یوز آسف ہی شکل مین نکلتا ہے۔ پھر ہم کس طرح پادری صاحب کے کہنے سے مان لین۔ کہ یہ لفظ اصل مین بودی ستوا ہے۔ بلکہ عام ناخواندہ لوگ تو یوس آسف ہی بولتے ہین۔ جس سے اس امر کی تائید ہوتی ہے۔ کہ یہ اصل مین یسوع آسف ہی ہے۔"

میری رائے مین دلائل مندرجہ بالا اس امر کے ثبوت کے لئے کہ یوز آسف اور گوتم بدھ دو جدا جدا شخص تھے۔ اور یہ کہ یوز آسف نبی گوتم بدھ یا بودہ ست کے کوئی مجدّد نہین ہو سکتے۔ کافی سے بھی زیادہ ہین مگر مین ناظرین کے مزید اطمینان کے لئے گوتم بدھ کے مختصر حالات تاریخ ہند مولفہ ہنٹر صاحب و تاریخ بنارس وغیرہ سے لیکر درج ذیل کرتا ہون۔

ساکیومنو گوتم بدھ کے مختصر تاریخی حالات کو

بدھ مذہب کا بانی گوتم بدھ تھا۔ اس مذہب کا آغاز ۵۴۳ سال قبل مسیح ہوا۔ گوتم سودہوان دائی کپل وست کا جو نیپال مین ہے۔ بیٹا تھا۔ باپ چاہتا تھا کہ لڑکا سپاہی ہو۔ مگر شہزادہ

ان باتون سے پرہیز کرتا۔ اور باغ کے گوشون مین اپنا وقت کاٹا کرتا۔ جوانی مین اس نے اپنی دلاوری اور فن سپہ گری ظاہر کرکے اپنے رقیب سرداروں سے سبقت لے گیا۔ اور اس طرح پر شہزادی سے بیاہ کیا اور کچھ عرصہ تک دنیا کے عیش و عشرت مین مشغول رہا۔ اور دس برس کے بعد اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ چنانچہ ایک روز لوگون کو تکلیف اور رنج مین دیکھ کر اس کے دل پر ایسا اثر ہوا۔ کہ اس نے تیس برس کی عمر مین دنیا کی محبت سے منہ موڑا۔ اور عزیز بیوی اور بچے چھوڑ کر رات کو چل دیا اور فقیری لباس پہن کر جنگل مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ گوتم نے دو صحرانشین برہمنون سے پٹنہ کے ضلع مین تعلیم پائی اور چھ برس تک گیا کے جنگلون معہ پانچ چیلون کے ریاضت کی۔ مگر اس کو یہ خیال ہوا کہ ریاضت اور تپشیا سے نجات نہین ہو سکتی۔ بلکہ بندگان خدا کو افضل زندگی کی ہدایت کرنے سے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے تپشیا کرنا چھوڑ دیا اور بعد ازان بدھ یعنی عارف کے نام سے مشہور ہوا۔

چھتیس برس کی عمر سے اسّی برس کی عمر تک اس نے بنارس کے قریب لوگون کو تعلیم دی اور لوگون نے اس کا مت قبول کیا۔ اور تین مہینہ کے عرصہ مین ساٹھ آدمی معتقد ہوئے اور ان لوگون کو اس نے ہر طرف بھیجا کہ اس تعلیم کی منادی کرین۔ اس نے بہار۔ ممالک مغربی و شمالی اور اودھ مین منادی کی۔ اس کا بیٹا اور بیوی اور پانچون چیلے بھی معتقد ہوئے۔ تیس برس کی عمر مین بدھ تارک الدنیا ہوا۔ اور چھ سال کی تیاری کے بعد چھتیس برس کی عمر سے تعلیم کرنا شروع کیا اور ۴۴ سال تک وعظ کرتا رہا۔ پانسو تنتالیس برس پہلے سن عیسوی کے اسّی برس کی عمر مین انجیر کے درخت کے تلے وفات پائی۔ انتہی ملخصاً (تاریخ مؤلفہ ہنٹر)

اور تاریخ بنارس مؤلفہ سید محمد رفیع عالی مطبوعہ تحفہ ہند پریس اٹہ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱ مین لکھا ہے

۔۔۔ ساڑھے پانسو برس قبل حضرت عیسیٰ کے ساکیو منو موجد مذہب بدھ نے اس شہر کو اپنا صدر مقام قرار دیا تھا۔ مقام سارناتھ مہادیو کے پاس جو بنارس کی پرانی آبادی کے قریب شہر سے ڈیڑھ کوس ہے اوس وقت کے تین نشان اب تک پائے جاتے ہین اس کو یہان کے لوگ سارناتھ کی دہمیکھہ کہتے ہین اور یہ ایک ٹھوس بڑا گنبد اوندہی ہانڈی کی صورت کا ہے لیکن بہت ہی پرانا ہے۔ حتےٰ کہ اس کے پتھر ہلتے اور گرتے جاتے ہین۔ دراصل وہ

بُدھ مذہب والون کے بزرگون مین سے کسی کی قبر اور پرستش اور زیارت کی چیز ہے۔ پانسو تینتالیس برس قبل حضرت عیسیٰ کے ساکیامنو یعنی بُدھ کے مرنے پر ایک راجہ نے جو بُدھ مذہب رکھتا تھا۔ یہی چاہا کہ اس کی نعش کو اپنے علاقہ مین لے جاوے۔ اور اسیوجہ سے وہ باہم لڑنے پر مستعد ہو گئے۔ تب اس کے چیلون نے اس کی نعش کو جلا کر تھوڑی تھوڑی ہڈی اور خاکستر اس کی سب راجاؤن کو تقسیم کر کے لڑائی ملتوی کر دی۔ چنانچہ اون راجاؤن نے ہڈی اور راکھ اپنے اپنے علاقہ مین لے جا کر زمین مین دفن کر کے اُس پر گنبد بنا دیے اور ان کی پرستش کرنے لگے۔ مقامات بھلسا اور مانکیالا مین بھی یہ گنبد موجود مین۔ سنگھل برہما۔ چین۔ تبت وغیرہ ممالک مین بودھ مذہب کے لوگ اب تک ان گنبدون کی نقلین پتھر مٹی دہات کی بنا کر چتا کے متعلق ہونے سے چیت کہہ کر پوجتے ہین اگلے زمانہ کے کھنڈر اور مندرون مین کل مقامات پر یہ چیت ملتے ہین۔ اکثر مؤرخین کا خیال ہے۔ کہ دھمیکھہ کی اصل دہرم مرگ یعنی ثواب کا ہرن ہے۔ کیونکہ بُدھ مذہب کی کتابون مین لکھا ہے۔ کہ کاشی مین ہرنون کو دہرم کے لئے دانہ دیا جاتا تہا۔ غالباً اسی دھمیکھہ کے پاس ان ہرنون کا رمنہ تھا۔ اب یہ دھمیکھہ بالکل شکست ہو گئے ہین کچھ گر گئے ہین اور کچھ گرتے جاتے ہین۔ تاہم نوّے فیٹ بلند اور تین سو فیٹ کے رقبہ مین ہین۔ جمیس پرنسپ صاحب نے اس کے حالات دریافت کرنے کے لئے ایک طرف سے کھُدوایا تہا۔ اوس کے اندر سے ایک ڈبے مین تھوڑی سی ہڈی اور راکھ اور اس وقت کے مروج سکے اور تانبے کے پتر پر اوسی زمانہ کے حروف مین بودھ مذہب کا ایک اشلوک کھُدا ہوُا برآمد ہوُا تھا۔"

یوز آسف نبی یعنی عیسیٰ علیہ السّلام کی قبر کشمیر مین ہو ہو

اب ان حالات تاریخی کے پڑھ لینے کے بعد کوئی شخص بھول کر بھی یہ گمان نہین کر سکتا کہ یوز آسف اور گوتم بدھ ایک ہی شخص کے دو نام ہین۔ نہ یہ گمان کر سکتا ہے کہ یوز آسف نبی کی قبر واقع خان یار سری نگر۔ گوتم بدھ کی قبر ہو سکتی ہے۔

مولوی عزیز مرزا صاحب یہ بات تسلیم کرتے ہین کہ ملک کشمیر مین یوز آسف نبی کا مزار ہے اب اسی یوز آسف نبی کی نسبت کشمیر کی تاریخ مسمّی بہ تاریخ اعظمی صفحہ نمبر ۸۲ مین جو عبارت

درج ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"سید نصیر الدین کی قبر کے ساتھ ایک نبی کی قبر مشہور ہے۔ وہ ایک شہزادہ تھا۔ جو غیر ملک سے کشمیر مین آیا۔ وہ زہد و تقوے اور عبادت مین کامل تھا۔ خدا کی طرف سے نبی بنایا گیا۔ اور اہل کشمیر کی دعوت مین مشغول ہوا۔ اُس کا نام یوز آسف تھا۔ بہت سے اہل کشف اور خصوصاً میرے مُرشد نے شہادت دی ہے کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہوتے ہین۔"

اور کتاب اکمال الدین مُصنفہ ابن بابویہ القمی کے صفحہ ۳۵۹ مین اسی یوز آسف نبی کی نسبت یہ عبارت درج ہے۔ "وسار فی بلادٍ و مدائن کثیرۃٍ حتی اتی ارضاً تسمی قشمیر فسار فیہا واحیاء منہا و مکث حتی اتاہ الاجل الی خلع الجسد وارتفع الی النور وقبل موتہ دعا تلمیذاً لہٗ اسمہ یابد الذی کان رجلا کاملا فی الامور کلہا فاوصی الیہ فقال لہٗ قد دنا ارتفاعی عن الدنیا فاحفظوا بفرائضکم ولا تزیغوا عن الحق وخذوا بالنسک ثم امر یابد ان یبنی لہٗ مکانا وبسط ہو رجلیہ وصیار راسہ الی الغرب ووجہہ الی الشرق ثم قضے نحبہ۔ ترجمہ۔ وہ (یوز آسف) بہت سے ملکون اور شہرون مین پھرتے ہوئے اس ملک مین آئے۔ جس کا نام کشمیر ہے اس مین پھرتے رہے وہان زندگی بسر کرتے رہے اور وہان ٹھہرے رہے یہان تک کہ موت کا وقت آگیا۔ اور انہون نے خاکی جسم کو چھوڑا اور نور کی طرف ان کا رفع ہوا اور اپنے مرنے سے پہلے انہون نے اپنے ایک شاگرد یابد نامی کو بُلایا۔ جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ کی خدمت مین حاضر رہا کرتا تہا۔ اور کُل امور مین کامل تہا پس انہون نے اس کو وصیت کی کہ میرا اس دنیا سے اُٹھنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ سو تم نے اپنے فرائض اہتمام سے ادا کیا کرنا اور حق سے نہ مُڑنا اور عبادات کا پابند رہنا۔ پھر یابد کو حکم کیا کہ میرے لئے ایک مکان یعنے مقبرہ بنا۔ اور اپنے پاؤن کو پھیلایا۔ سر مغرب کی طرف کیا اور مُنہ مشرق کی طرف اور اپنی جان دیدی۔"

یہی مُصنّف ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہزادہ نبی جو غیر ملک سے آیا اور کشمیر مین آکر وفات پائی وہ حضرت مسیح علیہ السّلام ہی تھے۔ اور کوئی نہین تہا

کتاب اکمال الدین کے اصل الفاظ یہ ہین۔

حتی بلغ فضاء واسعا فرفع راسہ فرای شجرہ عظیمۃ علی عین ماد احسن ما یکون من الشجرہ واکثرہا فرعا وغصنا واحلاہا ثمرا وقد اجتمع الیہ من الطیر مالا یعد کثیرہ فسر بذلک المنظر وفرح بہ وتقدم الیہ حتی دنی منہ وجعل تعبرہ ویفسرہ الشجرہ بالبشرے التی دعا الیہا وعین الماد بالحکمۃ والعلم والطیر بالناس الذین یجتمعون الیہ ویقبلون منہ الدین۔ ترجمہ۔ یہان تک کہ وہ (حضرت یوزآسف) ایک وسیع میدان مین پہونچے۔ اپنا سر اُٹھایا تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک بڑا درخت ایک چشمہ کے کنارے پر کھڑا ہے۔ نہائت ہی خوبصورت بہت شاخون اور ٹہنیون والا نہائت میٹھے پہل والا اور اس پر بے شمار پرندے جمع ہین پس وہ اس نظارہ سے نہائت سرور اور خوش ہوئے اور اس درخت کی طرف بڑھے یہانتک کہ اس کے پاس پہنچے اور درخت کی تعبیر اور تفسیر کرنے لگے۔ درخت کو انہون نے اوس بشریٰ سے شاہہت دی جس کیطرف وہ لوگون کو بلایا کرتے تھے اور چشمۂ آب کو علم اور حکمت سے شاہہت دی اور پرندون کو ان لوگون سے جو آپکے پاس جمع ہوتے اور آپ کا دین قبول کرتے۔

مذکورہ بالا بیان مین لفظ بشریٰ قابل توجہ ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یوزآسف حضرت مسیح ہی تھے۔ عبرانی مین انجیل کو بشوریٰ کہتے ہین اور انگریزی مین گاسپل اور تینون لفظون کے معنی ایک ہی ہین یعنی خوشخبری۔ اصل عبرانی نام بشوریٰ ہے اور چونکہ عبرانی عربی سے پیدا ہوئی ہے اس لئے بشوریٰ وہی لفظ ہے جسکو عربی مین بشریٰ کہتے مین پس معلوم ہوا۔ کہ حضرت یوزآسف علیہ السلام انجیل کی طرف لوگون کو بلاتے تھے اور جو کتاب اُنپر اتاری گئی تھی اس کا نام بشوریٰ تہا۔ جو انجیل کا عبرانی نام ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضرت یوزآسف حضرت مسیح علیہ السلام ہی کا دوسرا نام ہے اور دونون نام ایک ہی شخص کے ہین۔ جسپر بشریٰ یعنی انجیل اُتاری گئی تہی۔ یہ کہنا صحیح نہین کہ یوزآسف علیہ السلام کوئی حواریون مین سے تھو اور مسیح علیہ السلام کے شاگردون مین ہون گے۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے شاگردون مین سے کسی کا لقب شہزادہ نبی نہین تھا۔

کتاب اکمال الدین کے صفحہ ۳۵۹ سے جو عبارت اُوپر نقل کیگئی ہے۔ اس مین

حضرت یوزآسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول کہ قد دنا ارتفاعی عن الدنیا یعنی دنیا سے میرے مرفوع ہونے کا وقت اب قریب آگیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ قابل لحاظ ہے۔ کیونکہ جب اس قول کو اون احادیث نبویہ کے ساتھ ملاکر پڑھا جاوے۔ جسمین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ایکسو برس کی عمر مین لکھا ہے اور صاف الفاظ مین بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس[۱] برس کی ہوئی اور پھر واقعۂ صلیب کے زمانہ پر نظر ڈالی جاوے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے تینتیسوین برس بیان کیا جاتا ہے۔ تو ایک طرف تو یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیب کے وقت زندہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اوٹھا لئے گئے نہائت بیہودہ ثابت ہوتا ہے اور دوسری طرف واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کی ملک شام سے ہجرت اور کشمیر مین پہونچ کر اونکی رحلت روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتی ہے۔

کشمیریون کی شہادت کہ یوزآسف گذشتہ انبیاء علیہم السلام مین سے ایک نبی تھا اور قبر واقع خانیار سرینگر انھین یوزآسف کی ہے۔

الہلال۔ جو ایک عیسائی پرچہ ہے اور بیروت ملک شام سے نکلتا ہے اوس کے پرچہ اپریل ۱۹۰۳ء مین ایڈیٹر کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے یوزآسف کی قبر کی نسبت یہ عبارت لکھتا ہے "وفی حارۃ تسمی الخانہ یار فی ہذہ المدینۃ قبر یسمیہ القشامرۃ قبر النبی یوزآسف یزورہ العوام والخواص وفی بعض کتب التاریخ عندھم ان یوزآسف ہذا کان نبیا من الانبیاء جاء من اقصی البلاد فمات ودفن فی ہذہ المدینۃ۔ یعنی اس شہر سرینگر کے محلہ خان یار مین ایک قبر ہے جسکو کشمیر کے لوگ نبی یوزآسف کی قبر کہتے ہین۔ عوام اور خواص اس قبر کی زیارت کرنے کے لئے آتے ہین اور بعض کشمیر کی تاریخی کتابون مین لکھا ہے کہ یہ یوزآسف ایک نبی تھا۔ جو دور دراز ملک سے آیا یہان وفات پائی اور اس شہر مین مدفون ہوا۔

دلائل متذکرہ بالا سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضرت یوزآسف علیہ السلام سیدنا

---

[۱] دیکھو حاشیہ جلالین معہ کمالین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۵۰۔ جسمین لکھا ہے عن ابن عمر ان عیسیٰ عاش مائۃ وعشرین سنۃ کذا فی الاصابہ۔ یعنی ابن عمر سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس برس تک زندہ رہے

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر اور گوتم بدھ کے زمانہ کے بعد ہوئے۔ اور انہون نے اپنے وطن سے ہجرت کر کے ممالک بعیدہ کی سیر وسیاحت کے بعد کشمیر مین پہنچ کر قیام فرمایا۔ اور وہین وفات پائی۔ اب مولوی عزیز مرزا صاحب یا کوئی اور بزرگ براہ مہربانی تاریخ سے ثابت کر دکھائین۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر اور گوتم بدھ کے زمانہ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوائے اور کون نبی ایسے گزرے ہین۔ جن کو حالات حضرت یوز آسف علیہ السلام کے حالات سے ملتے جلتے ہون نہ ثابت کر سکین تو اون کو چاہیئے کہ اس ثابت شدہ صداقت کو بے چون وچرا تسلیم کر لین۔

اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ مسلمانون اور عیسائیون کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیب کے وقت زندہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ اور وہان اب تک موجود ہین اور پھر کسیوقت اوسی جسم کے ساتھ نازل ہونگے۔ تو واضح ہو۔ کہ محققین مذہب اسلام اور مذہب عیسائی اس عقیدہ کو محض لغو سمجھتے ہین۔

مسلمانون مین امام بخاری امام ابن حزم اور امام مالک رضی اللہ عنہم اور دوسرے ائمہ کبار کا یہی مذہب ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہین۔ شیخ محی الدین ابن العربی کا بھی یہی مذہب ہے۔ چنانچہ وہ نزول کی حقیقت اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۶۲ مین یہ لکھتے ہین۔

"وجب نزولہ فی آخر الزمان بتعلقہ ببدنٍ آخر۔ یعنے عیسیٰ نازل تو ہوگا۔ مگر ان معنون سے کہ دوسرے بدن کے ساتھ اس کا تعلق ہوگا۔ یعنی بطور بروز اس کا نزول ہوگا۔ جیسا کہ صوفیائے کرام کا مذہب ہے۔ پھر اسی صفحہ مین لکھتے ہین "کہ رفع عیسیٰ علیہ السلام بہ اتصال روحہ عند المفارقۃ عن العالم السفلی بالعالم العلوی"۔ یعنے عیسیٰ ؑ کے رفع کے یہ معنی ہین۔ کہ جب عالم سفلی سے اس کی روح جدا ہوئی۔ تو عالم بالا سے اس کا اتصال ہو گیا۔ پھر صفحہ ۱۷۰ مین لکھتے ہین کہ رفع کے یہ معنی ہین کہ عیسیٰ کی روح اُس کے قبض کرنے کے بعد روحون کی آسمان مین پہنچائی گئی۔

علامہ ابن القیم اپنی کتاب زاد المعاد مین تحریر فرماتے ہین۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ۳۳ برس کی عمر مین رفع ہونا کسی ایسے اثر متصل سے ثابت نہین۔ جس کی طرف جانا واجب ہو علامہ شامی نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ ۳۳ برس کی عمر مین

حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے رفع ہونے کی روایت نصاریٰ سے مروی ہے۔ اور احادیث نبویہ مین اسبات کی تصریح کی گئی ہے۔ کہ عیسٰی علیہ السلام کا رفع ایک سوبیس برس کی عمر مین ہوا۔ مستدرک حاکم اور طبرانی کی حدیث مین یہ الفاظ آئے ہین۔ ان عیسٰی بن مریم عاش عشرین ومائة سنةً۔ یعنی عیسےٰ علیہ السلام ایک سوبیس برس زندہ رہے۔ مفصل بحث کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابین ملاحظہ فرمائی جاوین۔ رہے عیسائی ان مین سے چند محققین کے اقوال ذیل مین درج کئے جاتے ہین۔

کتاب نیو لائف آف جیسز مین جلد اوّل صفحہ ۴۱۰ مصنفہ ڈی ایف اسٹراس مین جو عبارت ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

محققین یورپ کی شہادت کہ مسیح صلیب پر نہین مرا

”جرمن کے محقق عیسائی یہ دلائل دیتے ہین۔ کہ اگرچہ صلیب کے وقت ہاتھ اور پاؤن دونون پر میخین ماری جائین پھر بھی بہت تھوڑا خون انسان کے بدن سے نکلتا ہے اس واسطے صلیب پر لوگ رفتہ رفتہ اعضاء پر زور پڑنے کے سبب تشنج مین گرفتار ہوکر مر جاتے ہین یا بھوک سے مر جاتے ہین۔ پس اگر فرض بھی کر لیا جاوے کہ قریب چھ گھنٹہ صلیب پر رہنے کے بعد یسوع جب اُتارا گیا۔ تو وہ مرا ہوا تھا۔ تب نہائت اغلب بات یہ ہے۔ کہ وہ صرف ایک موت کی سی بے ہوشی تھی۔ اور جب شفاء دینے والی مرہمین اور نہائت خوشبودار دوائیان مل کر اسے غار کی ٹھنڈی جگہ مین رکھا گیا۔ تو اس کی بے ہوشی دور ہوئی۔ اس دعوےٰ کی دلیل مین عموماً یوسفس کا واقعہ پیش کیا جاتا ہے جہان یوسفس نے لکھا ہے کہ مین ایک دفعہ ایک فوجی کام سے واپس آرہا تھا۔ تو راستہ مین مین نے دیکھا کہ کئی ایک یہودی قیدی صلیب پر لٹکے ہوئے ہین۔ ان مین سے مین نے پہچانا کہ تین میرے واقف تھے۔ پس مین نے ٹٹس (حاکم وقت) سے اُن کے اُتار لینے کی اجازت حاصل کی اور ان کو فوراً اُتار کر اُن کی خبر گیری کی۔ تو ایک بالآخر تندرست ہوگیا۔ پر باقی دو مر گئے“

اور کتاب ماڈرن ووٹ اینڈ کرسچن بیلیف کے صفحہ ۴۵۵-۴۵۷ مین یہ عبارت ہے۔ جس کا ذیل مین ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

شیلر منیخر اور نیز قدیم محققین کا یہ مذہب تھا۔ کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا۔ بلکہ ظاہرا موت کی سی حالت ہوگئی تھی۔ اور قبر سے نکلنے کے بعد کچھ مدت تک اپنے حواریون کے ساتھ پھرتا رہا۔ اور پھر دوسری یعنی اصل موت کے واسطے کسی علیحدگی کے مقام کی طرف روانہ ہوگیا۔

ایسا ہی کتاب سوپر نیچرل ریلیجن کے صفحہ ۸۷۵ پر لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ پہلی تفسیر جو لائق محققین نے کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ یسوع دراصل صلیب پر نہیں مرا۔ بلکہ صلیب سے زندہ اتار کر اس کا جسم اُس کے دوستون کے حوالہ کیا گیا اور وہ آخر بچ نکلا۔ اس عقیدہ کی تائید مین یہ دلائل پیش کئے جاتے ہین کہ اناجیل کے بیان کے مطابق یسوع صلیب پر تین گھنٹہ یا زیادہ سے زیادہ چھ گھنٹہ رہ کر فوت ہؤا۔ لیکن صلیب پر ایسی جلدی کی موت کبھی پہلے واقعہ نہین ہوئی تھی۔ یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ کہ صرف اس کے ہاتھو نپر میخین لگائی گئی تھین اور پاؤن پر نہین تھین۔ چونکہ یہ قاعدہ عام نہ تھا۔ کہ ہر ایک مصلوب کی ٹانگ توڑی جاوے اس واسطے تین انجیل نویسون نے تو اس کا کچھ ذکر ہی نہین کیا۔ اور چوتھے نے صرف اپنی کسی خاص غرض کی تکمیل کے لئے اس کا ذکر کیا ہے اور جہان ٹانگ توڑنے کا ذکر نہین ہے۔ تو ساتھ ہی برچھی کا واقعہ ہی کالعدم ہو جاتا ہے۔ پس ظاہرا موت جو واقع ہوئی۔ وہ ایک سخت بے ہوشی تھی۔ جو کہ چھ گھنٹہ کے جسمانی اور دماغی صدمون کے بعد واقع ہوئی اور اس کے علاوہ گذشتہ شب بھی بیداری اور تکلیف مین گذری تھی جب اسے کافی صحت پھر حاصل ہوگئی۔ تو اپنے حواریون کو یقین دلانے کے لئے پھر کئی دفعہ ملا۔ لیکن یہودیون کے ڈر سے وہ بڑی احتیاط سے نکلتا تھا۔ حواریون نے یہ بھی سمجھا کہ وہ مر کر زندہ ہؤا ہے۔ اور چونکہ موت کی سی بے ہوشی تک پہونچ کر وہ پھر بحال ہؤا۔ اس لئے ممکن ہے کہ اس نے خود بھی یہی خیال کیا ہو کہ مین مر کر پھر زندہ ہؤا ہون۔ اب جب اُستاد نے دیکھا کہ اس ظاہری موت نے میرے کام کی تکمیل کر دی ہے تو پھر وہ نامعلوم تنہائی کی جگہ مین چلا گیا اور مفقود الخبر ہوگیا۔

ایسا ہی مشہور و معروف رینن اپنی کتاب مین لکھتا ہے (لائف آف جیزز مین صفحہ ۲۶۹) یہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع کی موت کی اصلیت کی نسبت بہت شکوک پیدا ہوگئے تھے

جو لوگ صلیب پر موت کو دیکھنے کے عادی تھے۔ وہ کبھی اس بات کو تسلیم کر ہی نہ سکتے تھے
کہ چند گھنٹہ صلیب پر رہ کر جیسا کہ یسوع رہا موت واقع ہو سکتی ہے وہ بہت ساری مثالین
مصلوب آدمیون کی پیش کرتے تھے جن کو وقت پر صلیب سے اُتارا گیا تو آخر کار علاج کرنے
سے وہ بالکل شفایاب ہو گئے۔

کفر ورجس نے شنٹوڈ کے اس مسئلہ کی نہایت قابلیت کے ساتھ تائید کی ہے لکھتا ہے
کہ یہود کے حکام کے درمیان یسوع کے مُرید تھے جو کہ اسکو اگرچہ عوام کی مخالفت سے بچا نہ سکتے
تھے۔ تاہم ان کو اُمید تھی۔ کہ ہم مرنے سے اس کو بچالین گے۔ یوسف ایک دولتمند آدمی
تھا۔ اور اس کو مسیح کے بچانے کے لئے وسائل مل گئے۔ نئی قبر بھی عین مقام صلیب کے قریب
ہی اس نے تیار کرالی اور جسم بھی پیلاطوس سے مانگ لیا اور نقودیموس یہودیون کی
توجہ ہٹانے کے لئے بہت سارے مصالح خرید لایا اور یسوع کو جلدی سے قبر مین رکھا گیا
اور ان لوگون کی سعی سے وہ بچ گیا۔ کفر ورر نے یوحنا $\frac{۲}{۱۷}$ کی عجیب تفسیر کی ہے اور اِس
فقرے سے کہ مین ابھی باپ کے پاس نہین گیا۔ صرف مرنا مراد لیا ہے کیونکہ آسمان پر جانے سے
مُراد دراصل مرنا ہوتا ہے اور اس کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ مجھے سب چھوؤ۔ کیونکہ مین
ابھی تک گوشت اور خون ہون۔ مین ابھی مرا نہین ہون اس واقعہ کے بعد یسوع پوشیدہ طور پر
چند دفعہ اپنے حواریون سے ملا اور جب اُسے یقین ہو گیا کہ ظاہری موت نے اُس کے کام کی
صداقت پر آخری مُہر لگا دی ہے۔ تو وہ پھر کسی تنہائی کی جگہ پر چلا گیا"۔

اب مسلمان اور عیسائی محققین کے خیالات معلوم کر لینے کے بعد ذیل کی چند شہادتون
پر ایک غائر نظر ڈالی جائے۔

مرہم حوارین یا مرہم عیسیٰ

مرہم حوارین جس کا دوسرا نام مرہم عیسیٰ بھی ہے۔ یہ مرہم نہایت
مبارک مرہم ہے جو زخمون اور جراحتون اور نیز زخمون کے
نشان معدوم کرنے کے لئے نہایت نافع ہے۔ طبیبون کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ یہ مرہم
حواریون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تیار کی تھی۔ یعنی جب کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام یہود علیہم اللعنت کے پنجہ مین گرفتار ہو گئے۔ اور یہودیون نے چاہا۔ کہ

حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچ کر قتل کر دین۔ تو اونھون نے گرفتار کر کے صلیب پر کھینچنے کی کارروائی شروع کی۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہود کے بد ارادہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچالیا۔ کچھ خفیف سے زخم بدن پر لگ گئے۔ سو وہ اس عجیب و غریب مرہم کے چند روز استعمال کرنے سے بالکل دُور ہو گئے۔ یہان تک کہ نشان بھی جو وہ بارہ گرفتاری کے کھلی کھلی علامتیں تھین۔ بالکل مٹ گئے۔ .... اور وہ کتابین جن میں یہ مرہم مذکور ہے۔ در حقیقت ہزار ہا ہین جنمین سے ڈاکٹر حنین کی بھی ایک کتاب ہے۔ جو ایک پرانا طبیب ہے۔ ایسا ہی اور بہت سے عیسائیون اور مجوسیون کی کتابون مین جو ان پرانی یونانی اور رومی کتابون سے ترجمہ ہوئی ہین۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد کے قریب ہی تالیف ہوئی تھین اور یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسلامی طبیبون نے یہ نسخہ عیسائی کتابون سے ہی نقل کیا ہے۔ مگر چون کہ ہر ایک کو وہ سب کتابین مُیسّر نہین ہو سکتین۔ لہٰذا ہم ایسی کتابون کا حوالہ ذیل مین لکھتے ہین جو اس ملک مین یا مصر مین چھپ کر شائع ہو گئی ہین اور وہ یہ ہین۔

بو علی سینا کا قانون۔ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۵۔ علامہ شارح قانون قلمی۔ قرشی شارح قانون قلمی شفاء الاسقام جلد دوم قلمی ورق ۶۴ و ۶۵۔ کامل الصناعہ مطبوعہ مصر تصنیف علی ابن العباس المجوسی صفحہ ۶۰۲۔ تذکرہ داؤد انطاکی مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰۲ و ۳۳۳ باب حرف المیم۔ اکسیر اعظم جلد رابع صفحہ ۳۰۳۔ میزان الطب۔ صفحہ ۱۵۲۔ قرابادین قادری۔ باب سیم امراض جلد صفحہ ۵۰۰۔ ذخیرہ خوارزم شاہ۔ ریاض الفوائد۔ منہاج البیان۔ قرابادین کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۷۵ قرابادین بقائی ۲ صفحہ ۴۹۷۔ لوامع شبیریہ تصنیف سید حسین شبیر کاظمی۔ قرابادین حنین بن اسحٰق عیسائی۔ قرابادین رومی۔ اور اگر بڑی بڑی کتابین کسی کو مُیسّر نہ آوین۔ تو قرابادین قادری تو ہر جگہ اور ہر شہر مین مل سکتی ہے اور اکثر دیہات کے نیم حکیم بھی اس کو اپنے پاس رکھا کرتے ہین۔ سو اگر ذرا تکلیف اُٹھا کر اس کے صفحہ ۵۰۰ باب تسلیم امراض جلد مین نظر ڈالین۔ تو یہ عبارت اس مین لکھی ہوئی پائین گے۔

"مرہم حوارئین کہ مسمّی ست بمرہم سلیخا و مرہم رُسل و آنرا مرہم عیسیٰ نیز نامند و اجزائے این نسخہ دوازدہ عدد است۔ کہ حوارئین حضرت عیسیٰ علیہ السلام ترکیب کردہ برائے تحلیل اورام

وخنازیر وطواعین وتنقیہ جراحات از گوشت فاسد وادساخ وجہت رویانیدن گوشت تازہ سودمند" اور اس جگہ نسخہ کے اجزاء لکھنے کی حاجت نہین۔ کیون کہ ہر ایک شخص اس کو قرابادین وغیرہ کتابون مین دیکھ سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ شبہ پیش ہو۔ کہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ کو نبوت سے پہلے کہین سے چوٹین لگی ہون یا گر گئے ہون یا کسی نے مارا ہو اور حواریون نے ان کے زخمون کے اورام اور قروح کی تکالیف کے لئے یہ نسخہ طیار کیا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت سے پہلے حواریون سے اُنکا کچھ تعلق نہ تھا۔ بلکہ حواریون کا لقب اُسی وقت سے ملا۔ کہ جب وہ لوگ حضرت عیسیٰ کی نبوت کے بعد اُنپر ایمان لائے اور ان کا ساتھ اختیار کیا اور پہلے تو اُن کا نام مچھئے یا ماہی گیر تھا سو اس سے صاف تر اور کیا قرینہ ہوگا کہ یہ مرہم اس نام کی طرف منسوب ہے۔ جو حواریون کو حضرت مسیح کی نبوت کے بعد ملا۔ اور پھر ایک اور قرینہ یہ ہے کہ اس مرہم کو مرہم رُسل بھی کہتے ہین۔ کیون کہ حواری حضرت عیسیٰ کے رسول تھے اور اگر یہ گمان ہو کہ ممکن ہے کہ یہ چوٹین حضرت مسیح کو نبوت کے بعد کسی اور حادثہ سے لگ گئی ہون اور صلیب پر مر گئے ہون۔ جیسا کہ نصاریٰ کا زعم ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ تو ثابت ہو چکا ہے۔ کہ یہ چوٹین نبوت کے بعد لگی ہین۔ اور ظاہر ہے کہ اس ملک مین نبوت کا زمانہ صرف تین برس بلکہ اس سے بھی کم ہے۔ پس اگر اس مختصر زمانہ مین بجز صلیب کی چوٹون کے کسی اور حادثہ سے بھی یسوع کو چوٹین لگی تھین۔ اور ان چوٹون کے لئے یہ مرہم طیار ہوئی تھی تو اس دعوے کا بار ثبوت عیسائیون کی گردن پر ہے۔ جو حضرت عیسیٰ کو جسم سمیت آسمانپر چڑھا رہے ہین۔ یہ مرہم حوارئین متواترات مین سے ہے اور متواترات علوم حسیہ بدیہیہ کی طرح ہوتے ہین جن سے انکار کرنا حماقت ہے۔

افغانون اور کشمیریون کی اصل

(۲) افغانون اور کشمیریون کی اصل۔ ترجمہ از سول ملٹری گزٹ لاہور۔ مشہور اور سربرآوردہ محققین کی تحقیقاتین اس نتیجہ پر پہونچی ہین۔ کہ افغان اور کشمیری بنی اسرائیل ہین۔ یہ ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے۔ کہ بنی اسرائیل کی بارہ قومون مین سے دس قومین گرفتار ہو کر ملک فارس مین آباد کی گئیں۔ موجودہ یہودی جو دنیا کے ایک بڑے حصہ پر منتشر ہوئے ہوئے ہین یہ بنی اسرائیل

کی ان دو قومون کی اولاد مین - جو کہ جلاوطنی سے بچ گئی تھین - یہ امر بہت زیر بحث چلا آیا ہو کہ باقی دس قومین کدھر گئین - اور اب مسئلہ قطعی طور پر حل ہو گیا ہے - کہ اہل افغانستان وکشمیر انہین دس قومون کی اولاد مین - جو جلاوطن کی گئی تھین - افغانون اور کشمیریون کے بنی اسرائیل ہونے کی بہت سی شہادتین موجود ہین اور بعض ان مین سے ایسی قطعی ہین کہ ان مین سے ایک ایک بھی بجائے خود ان قومون کے بنی اسرائیل ہونے کا کافی ثبوت ہے - وہ شہادتین مختصراً حسب ذیل ہین -

(۱) قومی روایت کی شہادت

افغان بالاتفاق گواہی دیتے ہین کہ ہم بنی اسرائیل ہین ان کے مشہور خاندانون کے پاس شجرے اور نسب نامے ہین جن سے ان کا بنی اسرائیل ہونا ثابت ہے - ایک قوم کی متفق علیہ شہادت ایک ایسا زبردست ثبوت ہے - جس کو ہم لاپرواہی سے نظر انداز نہین کر سکتے - ان کا دعوے ضرور سچائی پر مبنی ہے - صرف موجودہ نسل ہی بنی اسرائیل ہونے کا دعوے نہین کرتی - بلکہ نسلاً بعد نسل افغان یہی دعوے پیش کرتے رہے ہین ان کے نسب نامے ان کے دعوے کی تائید کرتے ہین پس ان کا یہ دعوے بے بنیاد نہین ہو سکتا - اگر یہ بنی اسرائیل نہین ہین - تو کیا وجہ ہے کہ یہ قوم قدیم سے بالاتفاق بنی اسرائیل ہونے کا دعوے کرتی چلی آئی ہے - پھر جب ہم دیکھتے ہین کہ روئے زمین پر کوئی اور ایسی قوم موجود نہین ہے - جو کہ گم شدہ اسرائیل قبیلون کی اولاد کا دعوے کرتی ہو - تو یہ امر افغانون کے دعوی کو اور بھی تقویت پہنچاتا ہے - اگر ہم افغانون کے دعوی کو رد کرین - تو ہمین اور قوم بتلانی چاہیئے - جو کہ گم شدہ اسرائیلیون کی نسل مین ہونے کا دعوے کرتی ہو - اسرائیلی قومین فارس مین قید ہو کر آئین تھین - اور افغانستان فارس کی سرحد پر واقعہ ہے - یہ بہت قرین قیاس ہے کہ وہ مشرق کی طرف بڑھی ہون اور افغانستان اور کشمیر مین آباد ہو گئی ہون - بائیبل سے معلوم ہوتا ہے - کہ شاہان فارس ان سے بہت بدسلوکی کرتے تھے ضرور وہ ان کے ظلم سے بچنے کے لئے مشرقی بلاد مین آکر آباد ہو گئے - ان کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی - پس ان کے واسطے ضرور

تھا کہ وہ اپنے رہنے کے لئے اور گھر تلاش کریں۔

(۲) ظاہری خط وخال کی شہادت

ایک طرف تو افغان اپنی زبان سے بنی اسرائیل ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف ان کے خط وخال بزبان حال بیان کر رہے ہیں کہ ہم بنی اسرائیل ہیں اور کشمیریوں کے خط وخال افغانوں کی نسبت اور بھی زیادہ یہودیوں سے ملتے جلتے ہیں ان کے پڑوس میں چینی اور ہندو ہیں۔ مگر ان کے خط وخال افغانوں اور یہودیوں سے نہیں ملتے ایک یہودی ایک پٹھان اور کشمیری کو ایک صف میں باہم کھڑا کرو۔ تو تم ضرور بول اُٹھو گے کہ یہ اپنی ظاہری شکل وشباہت میں بالکل باہم مشابہ ہیں۔

(۳) لباس کی شہادت

افغانوں اور کشمیریوں کا لباس بھی اس نتیجہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے کہ یہ قومیں بنی اسرائیل ہیں۔ یہ برخلاف ہندوؤں اور چینیوں کے لمبے اور کھُلے چُغے پہنتے ہیں جس کا رواج بنی اسرائیل میں تھا۔ جیسا کہ اناجیل سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

(۴) رسم ورواج کی شہادت

ان کی بہت سی رسُومات یہودیوں کی رسُومات سے مشابہ ہیں مثلاً افغان منگنی اور شادی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور شادی سے پہلے اکثر لڑکے اور لڑکی میں بے تکلفی رہتی ہے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شادی سے پہلے عورتیں حاملہ بھی ہو جاتی ہیں۔

(۵) اخلاق واطوار کی شہادت

یہودیوں کی طرح افغان بھی زُود رنج۔ خود غرض۔ سرکش۔ کند ذہن۔ جاہل۔ تند مزاج خونخوار۔ سخت دل۔ کج رو وغیرہ ہوتے ہیں۔

(۶) اسماء کی شہادت

افغان صرف بنی اسرائیل ہونے کا ہی دعوے نہین کرتے بلکہ ان کے قبائل ان کے پہاڑون اور ان کے دریاؤن کے نام بھی بزرگان بنی اسرائیل کے نام پر رکھے گئے ہین مثلاً موسیٰ خیل۔ تخت سلیمان۔ کوہ مری۔ کوہ سلیمان۔ زئی۔ داوُد زئی۔ یوسف زئی۔ درہ خیبر وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازین اب تک افغانون اور کشمیریون مین بنی اسرائیل نامون کا بہت رواج پایا جاتا ہے۔

(۷) شہرون کے نامون کی شہادت

افغانستان اور کشمیر مین بہت سے ایسے شہر ہین۔ جن کے نام شام کے قدیمی شہرون کے نامون پر رکھے گئے ہین۔ جب ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک مین جاکر آباد ہوتے ہین تو وہ اپنے نئے قرارگاہ مین ایک مصنوعی وطن بنا لیتے ہین اپنے وطن کے خیال کو اپنے دماغ مین تازہ رکھنے کے واسطے وہ اپنے نئے شہرون اور دیہات کے نام اپنے اوطان مالوفہ کے نامون پر رکھتے ہین۔ جن مین کہ وہ پہلے آباد تھے اور جن کی یاد کو وہ اپنے صفحۂ دل سے محو کرنا نہین چاہتے۔ ان کے نئے ملک کے مقامات کے نام تبلاتے ہین کہ وہ کس ملک سے نکلکر آئے۔ اس کی ایک عمدہ مثال امریکہ کی آبادیون مین ملتی ہے جہان اہل فرنگستان جاکر آباد ہوئے ہین۔ یہ لوگ اپنے عزیز شہرون کے نام بھی اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے نئے گھرون کے نام وہی رکھے۔ جو اون کے قدیمی گھرون کے نام تھے۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ حُبّ الوطنی ایک ایسی چیز ہے کہ جہان کہین آدمی جاوے اپنے ملک کے نام بھی وہین ساتھ لے جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان دس بنی اسرائیلی قومون نے بھی اسی حبُّ الوطنی کا ثبوت دیا ہے افغانستان اور کشمیر مین بہت سے شہر اور اضلاع ایسے ہین جن کے نام ملک شام کے قدیمی شہرون سے ملتے ہین۔ مین نیچے ایسے نامون کی ایک فہرست دیتا ہون اور امید ہے کہ اگر اس امر

کی طرف زیادہ توجہ کی جاوے تو اور بھی ایسے بہت سے نام نکل آئین گے۔

افغانستان کشمیر وغیرہ کی جگہون کے نام	کہان واقع ہیں — عرض البلد	کہان واقع ہیں — طول البلد	قدیمی شام مین اس کے ہم نام مقام	قدیمی شام کے نقشون مین کہان کہان واقع ہین — عرض البلد	قدیمی شام کے نقشون مین کہان کہان واقع ہین — طول البلد	بائبل مین کہان ذکر ہے
	شمال	مشرق		شمال	مشرق	
کابل	۳۴ر۲۹	۶۹ر۵	کابل	۳۲ر۵۱	۳۵ر۱۳	سلاطین اوّل ۹ باب ۱۳ مین ذکر ہے۔
پونچھہ	۳۳ر۵۲	۷۴ر۱۳	فونیشیار	۳۳ر۳۰	۳۵ر۲۵	
زبدا	سرحد پر		زایدن اور آجکل بیدا	۳۳ر۳۴	۳۵ر۲۳	۱۸ باب ۲۸ آیت قاضیون
حمس	لداخ کو نزدیک		حمس	۳۵ر۱	۳۵ر۱۳	
			حمت	۳۲ر۴۷	۳۵ر۳۵	
			حمس	۳۴ر۵۰	۳۶ر۳۹	
گلگت	۳۶ر۰	۷۴ر۱۲	گلگو تہا	۳۱ر۴۷	۳۵ر۱۶	متی ۲۷ باب ۳۵
			گلگال	۳۲ر۹	۳۴ر۵۹	یشوعا ۴ باب ۱۹ و باب ۵ [illegible]
			گلگال	۳۱ر۵۰	۳۵ر۳۰	قاضیون ۲ باب ۱ و ۹ اور دوسری
تبت	۳۲ر۰	۸۹ر۵	تبتھہ			جگہون پر ۱۸ باب تواریخ
لاسہ	۲۹ر۳۰	۹۲ر۱	لاشایش	۳۳ر۱۷	۳۵ر۴۰	۱۸ باب ۲۱ و ۲۴-۲۴ و ۲۹ قاضیون
لداخ	۳۴ر۰	۷۷ر۳۰	لادح			۴ باب ۲۱ تواریخ
لیہ	۳۴ر۱۲	۷۷ر۳۹	لیھی ایک ضلع ہے			۴ باب ۱۹ و ۱۵ باب ۹ قاضیون
سورو	۳۴ر۱۰	۷۶ر۰	شور	۳۰ر۵۵	۳۳ر۵	۶ باب ۷ و ۲۰ باب ۱ و ۲۵ و ۲۵ باب ۱۸ پیدائش
سکیت	۳۱ر۳۰	۷۷ر۰	سکوتھہ (حال سکت)	۳۲ر۱۵	۳۵ر۳۶	پیدائش ۳۳ باب ۱۷ اور اور دوسری جگہ پر۔

(۸) مشہور محققین کی شہادت

مسٹر ٹامس ہولڈک نے سول اینڈ ملٹری گزٹ - ۲۳ نومبر ۱۸۹۸ء کے پرچہ مین لکھا تہا کہ افغان اپنے آپ کو بنی اسرائیل کہتے ہین اگر اس قوم کا بنی اسرائیل کے ساتھ قدیمی تعلق نہ مانا جاوے تو پھر یہ بیان کرنا مشکل ہوگا کہ انہین عام طور پر بنی اسرائیلی نام رائج ہین ان کا قول کسی سچی بنیاد پر قائم نہین ہے تو کیا وجہ ہے کہ انہین بعض یہودیون کی رُسومات پائی جاتی ہین - مثلاً عید فسح کا منانا وغیرہ - افغانون مین جو نہائت ہی تعلیمیافتہ ہین وہ اپنا بنی اسرائیل ہونا بڑے اصرار سے بیان کرتے ہین - میری نزدیک افغانون کا مسئلہ صحیح طور پر اس طرح حل ہوتا ہے اگر یہ مانا جاوے کہ یہ بنی اسرائیل ہین جو قدیمی راجپوتون مین رل مِل گئے ہین "

ایچ - ڈبلیو بلیوسی ایس آئی اپنی تصنیف اقوام افغانستان کے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہین ان لوگون کی روایت ہے کہ ہمارا اصل وطن ملک شام ہے جہان سے بخت نصر ہمین قید کرکے لے آیا اور فارس اور امیدیہ کے مختلف حصّون مین آباد کیا ان مقامون سے انھون نے مشرق کی طرف نقل مکان کیا اور غور کے پہاڑی علاقون مین آباد ہو گئے اس کی تائید مین بنی اسدراس کی بھی شہادت ہے جو کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کی دس قومون نے آزرت کے ملک مین پناہ لی - یہ خیال کیا گیا ہے کہ آزرت وہ علاقہ ہے - جس کو آج کل ہزارہ کہتے ہین یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سماہی خاندان کے زمانہ مین افغانستان مین ایک قوم رہتی تھی - جن کو بنی اسرائیل کہتے تھے - اور ان مین بعض ارد گرد کے ممالک کے ساتھ تجارت بھی کیا کرتے تھے "

کرنیل جی بی میلسن سی ایس آئی اپنی کتاب تاریخ افغانستان مین اس طرح پر لکھتا ہے "عبداللہ خان اور دوسرے افغان مُصنّفون کی پیروی کرکے فریزر صاحب کی آرائے ہے کہ افغان دس گم شدہ اسرائیلی فرقون کی اولاد ہین اور بھی کئی محققین اس رائے کے ساتھ اتفاق کرتے ہین چنانچہ سر ولیم جونز جیسا عظیم الشان آدمی بھی یہی عقیدہ رکھتا ہے - اے - کے جونسٹن افغانون کی مندرجہ ذیل روایت بیان کرتا ہے "جب نادرشاہ پشاور مین پہونچا یوسف زئی قوم کے سردارون نے ایک بائیبل اس کے آگے پیش کی

جو کہ عبرانی مین لکھی ہوئی تھی۔ اور کئی اور چیزین بھی پیش کین جو کہ وہ اپنی قدیمی عبادت مین استعمال کیا کرتے تھے۔ جن کو اُنھون نے حفاظت سے رکھا ہُوا تھا۔ جو یہودی لشکر کے ساتھ تھے انھون نے ان چیزون کو فوراً پہچان لیا" آی بلفور۔ ایل۔ آر۔ مصنف انسکلوپیڈیا آف انڈیا لکھتا ہے "یہ افغانون کی شکل یہودیون سے ملتی ہے۔ ایک رسم مین افغان یہودیون کی پیروی کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔ کہ چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی بیوہ سے شادی کرلیتا ہے۔ ڈاکٹر بیلین بعض رسومات کا ذکر کرتا ہے جو یہودیون کی رسومات سے ملتی ہین جو کہ درہ خیبر کے کونون مین پائی جاتی ہین ان کے بال مشرقی یہودیون کی طرح ہوتے ہین۔"

جینس ہائی ایم۔ اے ایف جی ایس اپنی کتاب انسکلوپیڈیا آف گرجالفی مین لکھتا ہے:۔ "تمام سیاح اس بات پر متفق ہین کہ افغانون مین اور گرد نواحی قومون مین بڑا فرق ہے اور سب افغان ایک ہی نسل کے معلوم ہوتے ہین یہ اپنی شکل اور خط وخال مین یہودیون سے بہت ملتے جلتے ہین۔"

وہی مصنف اہل کابل کی نسبت ذکر کرتا ہُوا کہتا ہے کہ یہ لوگ دراز قد ہوتے ہین سیاہ آنکھون والے۔ نمایان خط وخال والے اور ان کے چہرے بالکل یہودیون کی طرح ہین۔

کرنل یول سی بی انسکلوپیڈیا برطانیہ مین افغانستان پر لکھتا ہُوا کہتا ہے کہ اس ملک کی عورتین یہودیون جیسی خوبصورت خط وخال رکھتی ہین اور یہی بات مردون مین بھی پائی جاتی ہے۔

اے کے جہسٹن اپنی کتاب ڈکشنری آف گرجالفی مین کشمیر کی عورتون کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ پورے قدکی اور خوبصورت ہوتی ہین ان کی ناک ترچھی اور خط وخال بالکل یہودیون کے سے ہوتے ہین۔

فرینس برنیس اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ جب مین ملک کشمیر مین داخل ہُوا اور پیرپنچال سے آگے گذرا تو یہ دیکھ کر مین بہت حیران ہُوا کہ دیہات کے باشندے بالکل

یہودیون سے مشابہ تھے ان کے خط و خال اور اطوار اور وہ ناقابل بیان خصوصیت جس کے ذریعہ سیاح مختلف قومون مین تمیز کر سکتے ہین تمام اس بات کی شہادت دیتے تھے کہ یہ لوگ بنی اسرائیل ہین اور اسے صرف میرا وہم ہی نہین خیال کرنا چاہئیے بلکہ ان لوگون کا یہودیون سے مشابہ ہونا ہمارے فرقہ جزوائٹ کے پادری اور کئی اہل فرنگ نے بھی میرے یہان آنے سے بہت پہلے بیان کیا ہے۔ آرچیلڈ کانسٹبل جس نے برنیر کے سفرنامے کو فرانسیسی سے انگریزی مین ترجمہ کیا ہے۔ صفحہ ۴۳۰ پر لکھتا ہے۔ بہت سے اہل کشمیر[1] کا اپنے خط و خال مین یہودیون سے مشابہ ہونا زمانہ حال کے بہت سو سیاحون نے بیان کیا ہے۔ انتہے الملخصاً (ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۶)

پطرس حواری کی تحریر

(۳) کریئیر ڈلا سیرا جنوبی اٹلی کے سب سے مشہور اخبار نے مندرجہ ذیل عجیب خبر شائع کی ہے۔

"۱۳ جولائی ۱۸۷۹ء کو یروشلم مین ایک بوڑھا راہب مسمی کورمراجو اپنی زندگی مین ایک ولی مشہور تھا اس کے پیچھے اس کی کچھ جائداد رہی اور گورنر نے اس کے رشتہ دارون کو تلاش کرکے ان کے حوالہ دو لاکھ فرینک (ایک لاکھ پونے انیس ہزار) کیئے۔ جو مختلف ملکون کی سکون مین تھے اور اس غار سے ملے جہان وہ راہب بہت عرصہ سے رہتا تھا۔ روپے کے ساتھ بعض کاغذات بھی ان رشتہ دارون کو ملے جن کو وہ پڑھ نہ سکتے تھے۔ چند عبرانی زبان کے فاضلون کو ان کاغذات کے دیکھنے کا موقعہ ملا تو ان کو یہ عجیب بات معلوم ہوئی کہ یہ کاغذات بہت ہی پرانی عبرانی زبان مین تھے جب ان کو پڑھا گیا تو ان مین یہ عبارت تھی۔

"پطرس ماہی گیر یسوع مریم کے بیٹے کا خادم اور اس طرح پر لوگون کو خدا تعالی کے نام مین اور اس کی مرضی کے مطابق خطاب کرتا ہے"۔ اور یہ خط اس طرح پر ختم ہوتا ہے۔ مین پطرس ماہی گیر نے یسوع کے نام مین اور اپنی عمر کے نوے سال مین یہ محبت کے الفاظ اپنے آقا اور مولی یسوع مسیح مریم کے بیٹے تین عید فسخ بعد یعنی تین سال بعد خداوند

---

[1] لفظ جیو جو اب تک کشمیریون مین رائج ہے۔ خود ان کے یہودی ہونے پر گواہ ہے۔

ے کے مقدس گھر کے نزدیک بولیر کے مکان مین لکھنے کا فیصلہ کیا ہے "

اِن فاضلون نے یہ نتیجہ نکالا ہے ۔ کہ یہ نسخہ پطرس کے وقت کا چلا آتا ہے ۔ لنڈن بائبل سوسائٹی کی بھی یہی رائے ہے اور ان کا اچھی طرح سے امتحان کرانے کے بعد بائبل سوسائٹی اب ان کے عوض چار لاکھ لرا (دو لاکھ ساڑھے ستیس ہزار روپے) مالکون کو دیکر کاغذات کو لینا چاہتی ہے ۔

"یسوع ابن مریم کی دُعا ان دونون پر سلام ہو اُس نے کہا ۔

" اے میرے خدا ! مین اس قابل نہین کہ اس چیز پر غالب آسکون جسکو مین بُرا سمجھتا ہون نہ مین نے اس نیکی کو حاصل کیا ہے جسکی مجھی خواہش تھی مگر دوسرے لوگ اپنا اجر کو اپنے ہاتھ مین رکھتے ہین اور مین نہین لیکن میری بُرائی میرے کام مین ہے ۔ مجھ سے زیادہ بُری حالت مین کوئی شخص نہین ہے ۔ ایخدا جو سب سے بلند تر ہے میرے گناہ معاف کر ۔ ایخدا ایسا نہ کر کہ مین اپنے دشمنون کے لئے الزام کا سبب ہون نہ مجھو اپنے دوستون کی نظر مین حقیر ٹھہرا ۔ اور ایسا نہ ہو کہ میرا تقویٰ مجھے مصائب مین ڈالے ایسا نہ کر کہ یہی دنیا میری بڑی خوشی کی جگہ یا میرا بڑا مقصد ہو ایسے شخص کو مجھ پر مُسلّط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے اے خدا جو کہ تو بڑے رحم والا ہے اپنے رحم کی خاطر ایسا ہی کر تو جو ان سب پر رحم کرتا ہے جو تیرے رحم کے حاجتمند ہین ۔ (کشتی نوح مصنّفہ حضرت امام الزّمان سلمہ الرحمان)

حال مین بمقام یروشلم پطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پرانی عبرانی مین لکھا ہوا دستیاب ہوا ہے ۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس[1] برس بعد

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کی عمر جب ۹۰ برس کی ہوئی تو انکو خبر پہونچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیاسی ترای برس کی عمر مین فوت ہو گئے اُس خبر وفات پر یقین کر کے پطرس نے لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے مگر احادیث نبویہ سے حضرت عیسیٰ کا فوت ہونا ۱۲۰ برس کی عمر مین معلوم ہوتا ہے کہ اس مرض جسمین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خبر وفات مشہور ہو کر پطرس تک پہونچی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نجات پائی ہو اور بالآخر ۱۲۰ برس کی عمر مین فوت ہو گئے ہون اور پطرس کو اس تحریر تک اصل واقعہ کی خبر نہ ہوئی ہو ۔

اسی زمین پر فوت ہو گئے تھے اور وہ کاغذ ایک عیسائی کمپنی نے اڑھائی لاکھ روپیہ دیکر خرید لیا ہے کیونکہ یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ وہ پطرس کی تحریر ہے۔ ...... یہ وہ حواری ہے۔ کہ اپنی تحریر مین جو برآمد ہوئی ہے خود اس شہادت کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ مین ابن مریم کا خادم ہون اور اب مین نوّے سال کی عُمر مین یہ خط لکھتا ہون جبکہ مریم کے بیٹے کو مرے ہوئے تین سال گُذر چکے مین لیکن تاریخ سے یہ امر ثابت شدہ ہے اور بڑے بڑے مسیحی علماء اس امر کو تسلیم کرتے مین کہ پطرس اور حضرت عیسٰی کی پیدائش قریب قریب وقت مین تھی اور واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسٰی کی عُمر قریباً ۳۳ سال۔ اور حضرت پطرس کی عمر اُسوقت تیس چالیس سال کے درمیان تھی۔ (دیکھو کتاب سمتھس ڈکشنری جلد ۳ صفحہ ۲۴۴۴ و ہولی ٹولس نیو ٹسمنٹ ہسٹری و دیگر کتب تاریخ اور اس خط کے مُتعلق اکابر علماء مذہب عیسوی نے بہت تحقیقات کر کے یہ فیصلہ کیا ہو۔ کہ یہ صحیح ہے اور اس کے لئے بڑی خوشی کا اظہار کیا ہے اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہین ایسی عزت سے یہ تحریر دیکھی گئی ہے۔ کہ ایک رقم کثیر اس کے عوض مین وارثان اس مقدس راہب کو دی گئی ہے جس کے کتب خانہ سے بعد وفات یہ کاغذ برآمد ہوا ہی اور ہمارے نزدیک اس کاغذ کی صحت پر ایک اور قوی دلیل ہے کہ ایسے شخص کے کتب خانہ سے یہ کاغذ نکلا ہے۔ جو رومن کیتھلک عقیدہ رکھتا تھا اور نہ صرف حضرت عیسٰی کی خدائی کا قائل تھا بلکہ حضرت مریم کی خدائی کا بھی قائل یہ کاغذات اُس نے محض ایک پُرانے تبرکات مین رکھے ہوئے تھے۔ اور چونکہ وہ پُرانی عبرانی تھی اور طرز تحریر بھی پُرانی تھی اس لئے وہ اس کے مضمون سے محض نا آشنا تھا۔

(اقتباس از تحفۃ الندوہ۔ مُصنفہ حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن)

ہم اُوپر تاریخ نبارس سے دکھلا چکے ہین کہ گوتم بُدھ کی نعش کو جلا کر اسکی خاک کو چیلون نے باہم تقسیم کر لیا۔ اور اپنے اپنے مُلک مین لے جا کر دفن کی اور اس پر گُنبد بنا دئے اب یوز آسف نبی کی جو قبر ہے اُس پر کوئی گنبد نہین بنا جس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یوز آسف نبی کی قبر گوتم بُدھ کی قبر نہین اور اس لئے یوز آسف نبی کو گوتم بُدھ سمجھ لینا فاش غلطی ہے۔ اپنے بیان کی تصدیق کے لئے ہم ناظرین کو یوز آسف نبی کی قبر کا نقشہ ذیل مین دکھلانا چاہتے ہین مگر اس نقشہ کے ساتھ ایک خط بھی نقل کرنا چاہتے ہین جو نقشہ تیار کرنیوالے کا لکھا ہوا

ہے اور اس سے بہت سی مفید باتین ناظرین کو معلوم ہونگی چنانچہ وہ خط معہ نقشہ کتاب رازحقیقۃ مصنفہ حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان سے یہان نقل کیا جاتا ہے۔

خط مولوی عبداللہ صاحب باشندۂ کشمیر

ازجانب خاکسار عبداللہ۔ بخدمت حضور مسیح موعودؑ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اقدسؑ اس خاکسار نے حسب الحکم سری نگر مین عین موقعہ پر یعنی روضۂ مزار شریف شاہزادہ یوزآسف نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر پہونچ کر جہان تک ممکن تھا بکوشش تحقیقات کی اور معمر اور سن رسیدہ بزرگون سے بھی دریافت کیا اور مجاورون اور گرد وجوار کے لوگون سے بھی ہر ایک پہلو سے استفسار کرتا رہا۔ جناب من۔ عند التحقیقات کے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ مزار درحقیقت جناب یوزآسف علیہ السلام نبی اللہ کی ہے اور مسلمانون کے محلہ مین یہ مزار واقع ہے کسی ہندو کی وہان سکونت نہین اور نہ اس جگہ ہندون کا کوئی مدفن ہے اور معتبر لوگون کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ قریباً انیس برس سے یہ مزار ہے اور مسلمان اس کو بہت عزت اور تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہین اور اس کی زیارت کرتے ہین اور عام خیال ہے کہ اس مزار مین ایک بزرگ پیغمبر مدفون ہے۔ جو کشمیر مین کسی اور ملک سے لوگون کو نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا اور کہتے ہین کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریباً چھ سو برس پہلے گذرا ہے یہ اب تک نہین کھلا کہ اس ملک مین کیون آیا۔✠ مگر یہ واقعات بہرحال ثابت ہوچکے ہین اور تواتر شہادت سے کمال وجہ

✠ نوٹ۔ وہ نبی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہین اور کوئی نہین۔ اور یسوع کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوزآسف بنا قرین قیاس ہے، کیونکہ جب یسوع کے لفظ کو انگریزی مین بھی جیزس بنالیا ہے تو یوزآسف مین جیزس سے کچھ زیادہ تغیر نہین ہے یہ لفظ سنسکرت سے ہرگز مناسبت نہین رکھتا۔ صریح عبرانی معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰؑ

کے یقین تک پہونچ چکے ہین کہ یہ بزرگ جن کا نام کشمیر کے مسلمانون نے یوز آسف رکھ لیا ہے
یہ نبی ہین اور نیز شہزادہ ہین اس ملک مین کوئی ہندوؤن کا لقب ان کا مشہور نہین ہے جیسے
راجہ یا اوتار یا رِکھی و منی و سِدّہ وغیرہ۔ بلکہ بالاتفاق سب نبی کہتے ہین اور نبی کا لفظ اہل اسلام
اور اسرائیلیون مین ایک مشترک لفظ ہے اور جبکہ اسلام مین کوئی نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے بعد نہین آتا اور نہ آسکتا تھا اسلئے کشمیر کے عام مسلمان بالاتفاق یہی کہتے ہین کہ یہ
اسلام کے پہلے کا ہے۔ ہان اس نتیجہ تک وہ اب تک نہین پہونچے کہ جبکہ نبی کا لفظ صرف دو
قومون کے نبیون مین مشترک تھا یعنی مُسلمانون اور بنی اسرائیل کے نبیون مین اور اسلام
مین تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہین آسکتا۔ تو بالضرور یہی متعین ہُوا۔
کہ وہ اسرائیلی نبی ہے کیونکہ کسی تیسری زبان نے کبھی اس لفظ کو استعمال نہین کیا بلاشبہ اس
اشتراک کا صرف دو زبانون اور دو قومون مین تخصیص ہونا لازمی ہے ؎

مگر بوجہ ختم نبوت اسلامی قوم اس سے باہر نکل گئی لہٰذا صفائی سے یہ بات طے ہوگئی کہ یہ
نبی اسرائیلی نبی ہے پھر اس کے بعد تواتر تاریخی سے یہ ثابت ہوجاتا کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بقیّہ حاشیہ۔ اس ملک مین کیون تشریف لائے اس کا سبب ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ جبکہ ملک شام کے یہودیون
نے آپکی تبلیغ کو قبول نہ کیا اور آپ کو صلیب پر قتل کرنا چاہا تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کیموافق اور نیز دعا کو
قبول کر کے حضرت مسیح کو صلیب سے نجات دیدی اور جیسا کہ انجیل مین لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے دل مین تھا کہ ان
یہودیون کو بھی خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا دین کہ جو بخت النصر کی غارتگری کے زمانہ ہندوستان کے ملکون
مین آگئے تھے سو اسی غرض کی تکمیل کے لئے وہ اس ملک مین تشریف لائے۔ (از حضرت مسیح موعود ؑ)

؎ نوٹ۔ نبی کا لفظ صرف دو زبانون سے مخصوص ہے اور دنیا کی اور کسی زبان مین یہ لفظ مستعمل نہین ہوا یعنی ایک تو
عبرانی مین یہ لفظ نبی آتا ہے اور دوسرے عربی مین اس کے سوا تمام دنیا کی اور زبانین اس لفظ سے کچھ تعلق نہین رکھتین
لہٰذا یہ لفظ جو یوز آسف پر بولا گیا ہے کتبہ کی طرح گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص یا اسرائیلی نبی ہے یا اسلامی نبی۔ مگر ختم نبوۃ
کے بعد اسلام مین کوئی اور نبی نہین آسکتا لہٰذا متعین ہوا کہ یہ اسرائیلی نبی ہے اب جو مدت بتلائی گئی ہے اس پر
غور کر کے قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ ؑ ہین اور وہی شہزادہ کے نام سے پکارے گئے ہین (از مسیح الزمان ؑ)

سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے پہلی دلیل پر اور بھی یقین کا رنگ چڑہتا ہے اور زیرک دلون کو
زور کے ساتھ اس طرف لے آتا ہے کہ یہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام ہین کیونکہ وہی اسرائیلی نبی ہین جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرے ہین پھر بعد اس کے اس متواتر خبر
پر غور کرنے سے کہ وہ نبی شہزادہ بھی کہلاتا ہے یہ ثبوت نور علی نور ہو جاتا ہے کیون کہ اس ملت
مین بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی شہزادہ کے نام سے کبھی مشہور نہین ہوا۔ پھر
یوز آسف کا نام جو یسوع کے لفظ سے بہت ملتا ہے ان تمام یقینی باتون کو اور بھی قوت بخشتا ہے
پھر موقعہ پر پہونچنے سے ایک اور دلیل معلوم ہوئی ہے کہ جیسا کہ نقشہ منسلکہ مین ظاہر ہے اس نبی
کی مزار جنوباً و شمالاً واقع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شمال کی طرف سر ہے اور جنوب کی طرف پیر ہین
اور طرز دفن مسلمانون اور اہل کتاب سے خاص ہے اور ایک اور تائیدی ثبوت ہے کہ اس مقبرہ کے ساتھ
ہی کچھ تھوڑے فاصلہ پر ایک پہاڑ کوہ سلیمان کے نام سے مشہور ہے اس نام سے بھی پتہ ملتا ہے
کہ کوئی اسرائیلی نبی اس جگہ آیا تھا یہ نہایت درجہ کی جہالت ہے کہ اس شہزادہ نبی کو ہندو قرار دیا جاوے
اور یہ ایسی غلطی ہے کہ ان روشن ثبوتون کے سامنے رکھ کر اس کے رد کی بھی حاجت نہین۔
سنسکرت مین کہین نبی کا لفظ نہین آیا بلکہ عبرانی اور عربی سے خاص ہے اور دفن کرنا ہندؤن کا
طریق نہین اور ہندو لوگ تو اپنے مُردون کو جلاتے ہین لہٰذا قبر کی صورت بھی قطعی یقین دلاتی
ہے کہ یہ نبی اسرائیلی ہے۔ قبر کے مغربی پہلو کی طرف ایک سوراخ واقع ہے لوگ کہتے ہین
کہ اس سوراخ سے نہایت عمدہ خوشبو آتی رہی ہے یہ سوراخ کسی قدر کشادہ ہے اور قبر کے اندر
تک پہونچی ہوئی ہے اس سے یقین کیا جاتا ہے کہ کسی بڑے مقصود کے لئے یہ سوراخ رکھی
گئی ہے غالباً کتبہ کے طور پر اس مین بعض چیزین مدفون ہون گی۔ عوام کہتے ہین کہ اسمین کوئی
خزانہ ہے۔ مگر یہ خیال قابل اعتبار معلوم نہین ہوتا ہان چون کہ قبرون مین اس قسم کا سوراخ
رکھنا کسی ملک مین رواج نہین اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس سوراخ مین کوئی عظیم الشان بھید
ہے اور صدہا سال سے برابر یہ سوراخ چلے آنا یہ اور بھی عجیب بات ہے اس شہر کے شیعہ لوگ بھی کہتے
ہین کہ یہ کسی نبی کی قبر ہے۔ جو بطور سیاحت آیا تھا اور شہزادہ کے لقب سے موسوم تھا۔ شیعون نے
مجھے ایک کتاب بھی دکھلائی جس کا نام عین الحیات ہے اس کتاب مین بہت سا حصہ بصفحہ ۱۱۹

ابن بابویہ اور کتاب اکمال الدین اور اتمام النعمۃ کے حوالہ سے لکھا ہے لیکن وہ تمام بے ہودہ اور
لغو قصے ہین صرف اس کتاب مین اس قدر سچ بات ہو کہ صاحب کتاب قبول کرتا ہے کہ یہ نبی سیاح
تھا اور شہزادہ تھا جو کشمیر مین آیا تھا اور اس شہزادہ نبی کے مزار کا پتہ یہ ہو کہ جب جامع مسجد سے روضہ
بل ہمین کو کوچہ مین آوین تو یہ مزار شریف آگے لے گی اس مقبرہ کے بائین طرف کی دیوار کے پیچھے
ایک کوچہ ہو اور دہنی طرف ایک پرانی مسجد ہے معلوم ہوتا ہے کہ تبرک کے طور پر کسی پرانے زمانہ مین اس
مزار شریف کے قریب مسجد بنائی گئی ہو اور اس مسجد کے ساتھ مسلمانون کے مکانات ہین کسی دوسری قوم کا
نام ونشان نہین اور اس نبی اللہ کی قبر کے نزدیک دہنے گوشہ مین ایک پتھر رکھا ہو جس پر انسان کے پاؤن
کا نقش ہو کہتے ہین کہ یہ قدم رسول کا ہے غالباً اس شہزادہ نبی کا یہ قدم بطور نشان کے باقی ہے۔
دو باتین اس قبر پر بعض مخفی اسرار کی گویا حقیقت نما ہین ایک وہ سوراخ جو قبر کے نزدیک ہو دوسرے یہ
قدم جو پتھر پر کندہ ہے باقی تمام صورت مزار کی نقشہ منسلکہ مین دکھائی گئی ہے۔ فقط۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہین یہ ان کا
مزار ہو اور بموجب شہادت کشمیر کے معمر لوگون کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر
محلہ خانیار مین ہے۔

شمال
مغرب
شرق
جنوب
قبرستان
قدم رسول
پنجرہ چوبی
چبوترہ
آستانہ بطرف کہنہ مسجد
صحن روضہ
دکان قصاب
آبادی
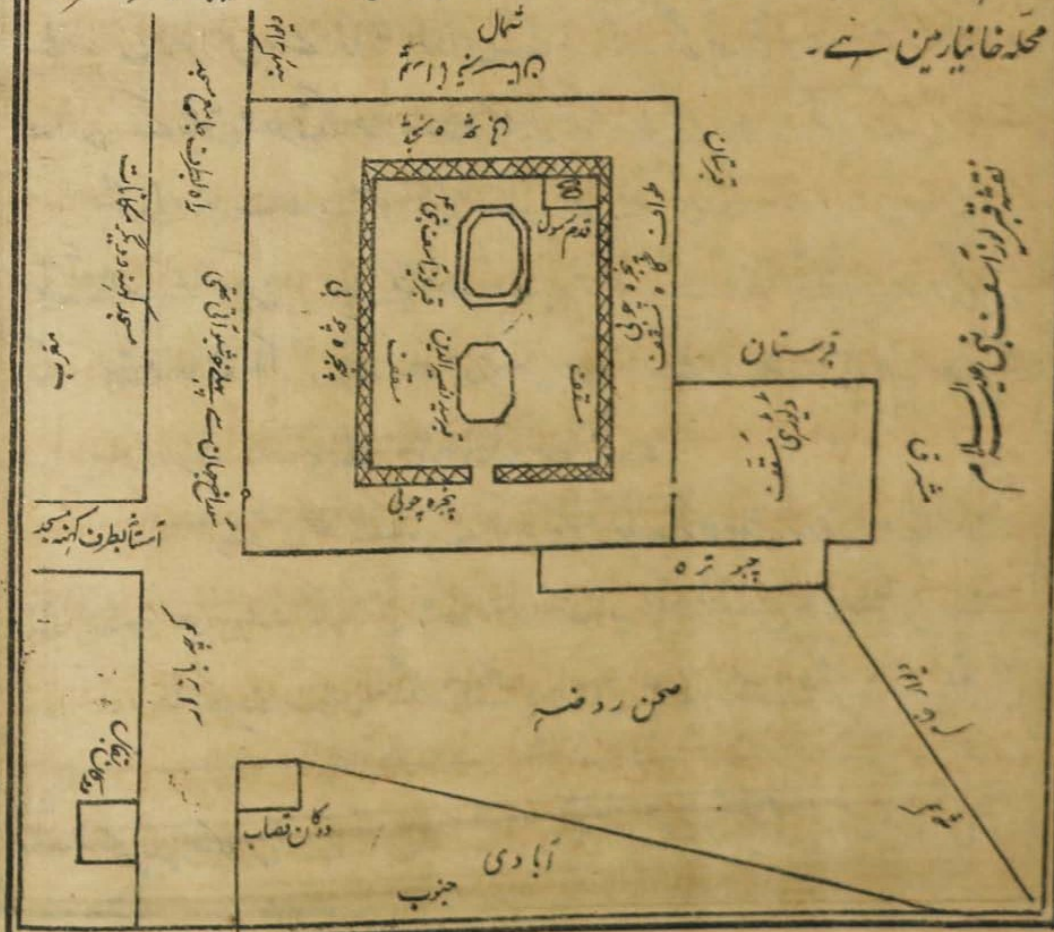
(۵) شہد شاہد من بنی اسرائیل ۔ ایک اسرائیلی عالم توریت کی شہادت دربارۂ قبر مسیح
مین شہادت دیتا ہون کہ مین نے دیکھا ایک نقشہ مرزا غلام احمدؑ صاحب قادیانی اور تحقیق وہ صحیح ہے
قبر نبی اسرائیل کی قبرون مین سے اور وہ ہے نبی اسرائیل کے اکابر کی قبرون مین سے مین نے
دیکھا یہ نقشہ آج کے دن جب لکھی مین نے یہ شہادت بماہ انگریزی جون ۱۲ سنہ ۱۸۹۹ء

سلمان یوسف لسحاق تاجر

سلمان یہودی نے میرے روبرو یہ شہادت لکھی ۔ مفتی محمدؐ صادق صاحب بھیروی کلرک دفتر
اکوٹمنٹ جنرل لاہور ۔ اشہد باللہ ان ہذا الکتاب کتبہ سلمان ابن یوسف وانہ رجل من اکابر
بنی اسرائیل ۔ دستخط ۔ سید عبداللہ بغدادی ۔

نوٹ ۔ سلمان کی اصل عبارت عبرانی مین ہے جو کتاب کشتی نوح مصنفہ حضرت اقدس مسیح موعود
علیہ الصلوۃ والسلام مین معہ ترجمہ درج ہے اسی طرح مفتی صاحب کی عبارت بھی ۔ مگر مین نے
صرف اُردو ترجمہ اس مقام پر نقل کیا ہے ۔ ص ح

یہ بھی معلوم ہوا کہ کشمیر کے بعض باشندے اس قبر کا نام عیسیٰ صاحب کی قبر بھی کہتے ہین اور انکی
پرانی تاریخون مین لکھا ہو کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا جس کو قریباً ۱۹۰۰
سو برس آئے ہوئے گذر گئے اور ساتھ اس کے بعض شاگرد بھی تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا
رہا اور اس کی عبادت گاہ پر ایک کتبہ تھا جس پر یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شاہزادہ نبی ہے جو بلاد شام
کیطرف سے آئے تھے نام اس کا یوزآسف ہے ۔ پھر وہ کتبہ سکھون کے عہد مین محض تعصب اور عناد سے
مٹایا گیا اب وہ الفاظ اچھی طرح پڑھے نہین جاتے اور وہ قبر نبی اسرائیل کی قبرون کی طرح ہے ۔
اور بیت المقدس کی طرف منہ ہے اور قریباً سری نگر کے پانسو آدمی نے اس محضر نامہ پر بدین
مضمون دستخط اور مہرین لگائین کہ کشمیر کی پُرانی تاریخ سے ثابت ہے کہ صاحب قبر ایک اسرائیلی نبی
تھا اور شاہزادہ کہلاتا تھا کسی بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے کشمیر مین آیا گیا تھا اور بہت بڈھا ہو کر فوت
ہوا اور اس کو عیسیٰ صاحب بھی کہتے ہین اور شہزادہ نبی بھی اور یوزآسف بھی ۔"

(۶) ان سکلوپیڈیا مین لکھا ہے کہ تھوما حواری ہندوستان مین آیا تھا اور میلاپور مین شہید ہوا تھا
اور یہ بھی اسی مین لکھا ہے کہ یسوع کا ایک بھائی بھی اس کے ساتھ تھا یہ دونون امر بھی اسی

بات کی تائید کرتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان مین ضرور تشریف لائے کیونکہ تھوما کا ہندوستان مین آنا بعد واقعہ صلیب بیان کیا گیا ہو۔

(۷) روضۃ الصفا مین جو حالات حضرت مسیح علیہ السلام کے لکھے ہوئے ہین ان پر تنقیدی نظر ڈالنے سے ہماری رائے کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ روضۃ الصفا مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کی جلد اول صفحہ ۱۴۶ مین ضمن احوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکھا ہو کہ:۔

"طائفہ از نقلہ اخبار گفتہ اند کہ مریم از بیت اللحم مراجعت کردہ در بیت المقدس توطن نمود۔ تا آن زمان کہ از عیسیٰ معجزات وخوارق عادات صادر گشتہ قوم قصد قتل او کردند۔ آنگاہ با مریم بامر الٰہی بجانب مصر یا دمشق رفت"

اور صفحہ ۱۴۹ مین لکھا ہے "ذکر مہاجرت عیسیٰ از بیت المقدس وظہور بعضے معجزات او در ان سفر، چون یہود حضرت نبوی را تکذیب نمودہ از شہر اخراج کردند عیسیٰ با مریم روئے براہ نہادند"

ان دونون عبارتون سے یہ بات بخوبی ثابت ہے۔ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزات دکھلائے تو اون کی قوم نے ان کی تکذیب کی حتےٰ کہ قتل کا ارادہ کیا اس وقت بحکم الٰہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مع حضرت مریم علیہا الصلوۃ والسلام اپنے وطن سے ہجرت کی۔ کس طرف ہجرت کی؟ روضۃ الصفا مین وہ ملک مصر یا دمشق شک کے طور پر بتایا گیا ہے مگر کوئی دلیل کسی قسم کی پیش نہین کی گئی۔ ہم آگے چل کر خود روضۃ الصفا کے حوالہ سے دکھا دینگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ ہجرت ملک ہندوستان کی طرف کی تھی۔

ہجرت کے حالات روضۃ الصفا مین اس طرح لکھے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وطن سے چل کر ملک شام کے ایک قریہ مین پہونچے اور وہان کے بادشاہ کی درخواست پر اس کے ولیعہد کو جو قریب زمانہ مین فوت ہو گیا تھا۔ بادشاہ سے یہ قول لے کر کہ مجھ کو اس ملک مین سفر کرنے سے کوئی روکے نہین زندہ کر دیا اور ولیعہد کے زندہ ہو جانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوس قریہ سے کوچ کر دیا۔

اب اس واقعہ پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک یہود سے نکلکر کسی دوسری سلطنت مین پہونچے اور وہان کا بادشاہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے سے واقف نہ

تھا کیونکہ حسب تحریر صاحب روضۃ الصفا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میزبان نے بادشاہ
سے اون کا تعارف کرایا اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین یہودیان
کی سلطنت نہ تھی بلکہ ملک شام رُومی سلطنت کے تابع تھا اور سلطنت مذکور کی طرف سے
اوس وقت پیلاطوس بیت المقدس کا گورنر تھا جسکی عدالت مین یہودیون نے حضرت مسیح
علیہ السلام پر بغاوت کا الزام لگایا تھا اور اس الزام کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام کو
اخیر حکم اسی پیلاطوس نے سنایا تھا پس قطعی طور پر ثابت ہوا کہ جس ملک کے ولیعہد کا بدعائے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوجانا روضۃ الصفا مین لکھا ہے وہ ملک شام کے سوائے
کوئی اور ملک تھا۔ واقعہ مذکورہ بالا کے بعد صاحب روضۃ الصفا نے حضرت عیسیٰ کے
منزل بمنزل سفر کے اور کئی عجیب و غریب حالات تحریر فرمائے ہین بعد ازان ایک دوسری
سلطنت مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہونچنے اور وہان کے بادشاہ کو زندہ کردینے
اور اپنے رفیق الطریق کو سُولی سے بچا لینے کا حال لکھا ہے پھر وہان سے کوچ اور
دیگر حالات سفر کے لکھنے کے بعد یہ الفاظ لکھے ہین :" وعیسیٰ مُہر سکوت بر دہان نہادہ باہم
طے منازل و مراحل مے نمود" اور اس کے بعد ایک جگہ پہونچ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اور اون کے رفیق الطریق کو خزانہ ملنے کا ذکر لکھ کر سفر کے حالات ختم کردئے ہین۔

مگر ذکر مہاجرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے اسی روضۃ الصفا مین حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے نصیبین مین جانے کا حال جو سبب بے ترتیبی کے ساتھ لکھا ہوا ہے اوس کو ہجرۃ
کے حالات کے ساتھ ملاکر پڑھنے سے عقدہ حل ہوجاتا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے
ہندوستان مین آنے کے لئے راستہ صاف ہوجاتا ہے۔

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نصیبین[1] مین جانے کا حال روضۃ الصفا صفحہ ۱۴۱
مین اس طرح لکھا ہے "ذکر رفتن عیسےٰ صلوٰۃ اللہ علیہ بناحیہ نصیبین و زندہ شدن سام بن
نوح بدعائے آنحضرت۔ ارباب اخبار گفتہ اند کہ در زمان عیسےٰ بادشاہے بود در ولایت نصیبین

[1] نوٹ۔ انسکلوپیڈیا بلیکا مین لکھا ہے کہ نصیبین قدیم زمانہ مین میسوپوٹیمیہ کا ایک مشہور شہر دریائے میگڈونیس پر واقع ہے اب اُسکو

لغایت متکبر و جبار و حضرت نبوی بدعوت او مامور شدہ متوجہ نصیبین گشت و چون بحوالے آن
رسید - الخ - پھر ایک طویل قصہ کے بعد اخیر پر لکھا ہے کہ ملک نصیبین بالشکر و توابع و رعایا جملہ
بعیسےٰ ایمان آوردند" صاحب روضۃ الصفاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ سفر نصیبین مین حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آپ کی والدہ اور حواری بھی تھے اور ان مین سے تین حواریون کا
نام یعقوبؑ - تومانؑ - شمعونؑ بتایا ہے - واضح ہو کہ یہ تومان حواری جس کا ذکر روضۃ الصفا مین
لکھا ہے اور جو سفر نصیبین مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا وہی تھوما حواری ہے جسکی
نسبت انسکلوپیڈیا مین بلیکا مین لکھا ہے کہ وہ ہندوستان مین آیا جیساکہ ہم اوپر بھی دکھلا چکے
ہین - اب جب تومان یا تھوما حواری اس مہاجرانہ سفر مین حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تھا
اور اوس کی یعنی تھوما کی نسبت یہ امر مسلّم ہے کہ وہ ہندوستان مین آیا - تو ایسی حالت مین عقلاً یہ امر
واجب التسلیم قرار پاتا ہے کہ ملک کشمیر مین پہونچ کر خان یار مین پانے والا یوز آسف فی الحقیقت
یسوع آسف ہے نہ کوئی اور -

ان وجوہات پر نظر ڈالنے کے بعد بھی اگر ناظرین کو کچھ شک باقی رہے تو نصیبین[1] سے
چلکر حضرت مسیح علیہ السلام کی ہندوستان مین تشریف آوری کا ثبوت وہ نادر تحقیقات ہے جو مسٹر
نکوس نوٹووچ روسی سیاح نے کی ہے - یہ سیاح ۱۸۸۷ء مین ہندوستان مین آیا تھا -

بقیہ حاشیہ - نصیبین کہا جاتا ہے اور ایک چھوٹی سی ویران جگہ ہے ...... میسوپوٹیمیہ
یونانیون نے اس قطعہ زمین کا نام رکھا ہے جو دریائے دجلہ اور فرات سے محاط ہے اور جس کو آجکل الجزیرہ
کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اسیریا اور بابل کی حکومتون کے زیر تھا - بائبل مین اس کو آرام نہرایم
یا ہیڈان آرام کے نام سے لکھا ہے - یونانی لقب سکندر اعظم کے مشرق پر حملہ کرنے سے پہلے
بہت عام نہ تھا اس کے باشندے عرب - کرد اور آرمینین لوگ ہین یہ لوگ عموماً اصحاب النخل ہین
مویشی چرانا ان کا پیشہ ہے یہ اب ترکی حکومت کا ایک حصہ ہے"

(۱) نوٹ - حضرت مسیح علیہ السلام ہندوستان مین ضرور تشریف لائے اور پھر یہ بات بھی صاف طور پر سمجھ مین آجاتی ہے

[1] مسیح علیہ السلام اس ملک (نصیبین) کو ترک کرکے عازم سفر افغانستان وغیرہ ہوئے اور دشوار
گذار گھاٹیون اور پھر صعوبت دشت و بیابان کو طے کرتے ہوئے بالآخر کوہ نعمان مین پہونچے - اور

سری نگر گیا وہان سے اس سنے تبت کا سفر کیا۔ سو ایک مٹھ مین پہونچ کر اوس نے لامہ سے
ملاقات کی۔ اثنائے گفتگو مین لامہ نے کہا کہ عیسیٰ ایک بڑا پیغمبر گذرا ہے اوس کا نام اور اوس
کے حالات وخیالات ہماری کتابون مین لکھے ہوئے ہین پھر یہ سیاح سمہس، کے مندر کو گیا
اور وہان کے لامہ نے اوس سے یہ گفتگو کی کہ تین ہزار برس گذرے کہ بدھ اعظم نے شاہزادہ
ساکیا منو کا اوتار دہارن کیا تھا اور پچیس سو برس گذرے کہ اوہنون نے گوتم کا اوتار
دہارن کر کے ایک بادشاہت قائم کی۔ اٹھارہ سو برس کا عرصہ ہوا کہ بدھ دیو کا اوتار
بنی اسرائیل مین پیدا ہوا یعنے عیسیٰ۔ اور وہ ابھی چھوٹا لڑکا ہی تھا کہ ہندوستان مین آیا۔
اور جوانی تک بودہ مت کی تعلیم پاتا رہا۔ اوس کی زندگی کے حالات پالی زبان کی کتابون
مین لکھے ہین اور اون کے ترجمے تبت کی زبان مین موجود ہین۔

پھر نوٹووچ اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ لامہ نے تبتی زبان کی کتابین منگا کر مجھے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات سنائے اور مین نے ترجمان کی مدد سے اُن مختلف
حالات کو سلسلہ وار بند کر لیا۔ نوٹووچ نے جو حالات اس طرح پہ لکھے ہین اون کا خلاصہ یہ ہے
کہ بنی اسرائیل مین ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام عیسےٰ رکھا گیا۔ یہ عیسیٰ چودہ برس کی عُمر مین بنی
اسرائیل کے ملک سے بھاگ کر سندھ کے اس پار آگیا اور پنجاب اور راجپوتانہ ہوتا ہوا اُڑیسہ
چلا گیا۔ اُڑیسہ کے برہمنون نے اسے وید پڑہائے۔ پھر عیسےٰ جگن ناتھ راج گڈہ بنارس
اور اور شہرون مین چھ برس رہا۔ عیسیٰ نے ویدی پرانی اور جینیون کو گمراہ سمجھا اور کہا۔ کہ ایک
قانون انسان کی ہدائت کے واسطے مل چکا ہے۔ پھر عیسیٰ بودھون کے پہاڑی مُلکون یعنی

بقیہ حاشیہ۔ علاقہ شیطان گنبل مین کچھ عرصہ کر کے ان گم شدہ بھیڑون کو جمع کیا۔
اور بہت لوگ ان پر ایمان لائے اور اس جگہ وہ مدت تک قیام پذیر رہے وہان آج تک ایک
چبوترہ بنا ہوا ہے جو یوز آسف اور مہتر لام کے نام سے مشہور ہے۔ یوز تو وہی لفظ یسوع ہے
جو بگڑ کر یوز ہو گیا ہے اور آسف اور لام دونون عبرانی زبان کے نام ہین جن کے معنے ایک ہی ہین یعنی
پراگندون کو جمع کرنے والا۔ (عسل مصفیٰ صفحہ ۲۹۰)

نیپال وغیرہ مین گیا اور اُس نے پالی زبان سیکھی اور اس زبان مین کمال حاصل کیا۔ چھ برس کے بعد عیسیٰ ایسا کامل ہوگیا کہ بودہ مت کی متبرک کتابون کی تشریح مین اس نے کمال مہارت حاصل کرلی پھر پہاڑی ملکون کو چھوڑ کر راجپوتانہ گیا اور وہان سے مغرب کی طرف چلا گیا اور فارس ہوتا ہوا انتیس ۲۹ برس کی عمر مین اپنے ملک مین پہونچ گیا وہان تین برس اپنی قوم کی دعوت مین مشغول رہا پھر اُس نے صلیب کے ذریعہ سے وفات پائی مگر دوسرے دن قبر لاش سے خالی پائی گئی۔

یہ واقعات جو نوٹووچ سیاح نے کمال جانفشانی کے بعد بودہ مت کی کتابون سے ہم پہنچا کر پبلک کے سامنے پیش کئے ہین۔ ضرور اس قابل ہین کہ ان پر نہائت توجہ کے ساتھ عمیق نظر ڈالی جائے اور بودہ مت والون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بودہ مت کا پیرو ثابت کرنے کے لئے جو تعلی آمیز کوشش کی اور اصل واقعات پر بے جا حواشی چڑھائے ہین ان حواشی کو الگ رکھ کر اصل واقعات پر تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ واقعات کتاب یوز آسف اور بلوہر کی ایک نہائت عمدہ اور مستند شرح ثابت ہوتے ہین چنانچہ اسی غرض سے ہم ذیل مین چند ریمارکس درج کرتے ہین :-

۱۔ بودہ مت کی کتابون مین جو یہ لکھا ہو۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ہندوستان تشریف لائی تو ان کی عمر چودہ برس کی تھی۔ یہ بات بالکل خلاف قیاس بلکہ قطعی جھوٹ ہے۔ کیونکہ ملک شام سے اس چھوٹی عمر مین اور پھر اس زمانہ مین آپ کی تشریف آوری ہندوستان کے لئے کوئی نہائت قوی اور معقول وجہ ہونی چاہیئے۔ مگر بودہ لوگ کوئی ایسی وجہ پیش نہین کرتے۔ لامہ نے اپنی کتابون سے یہ وجہ دکھلائی ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بزرگ حضرت عیسیٰ کی شادی کرنا چاہتے تھو اور عیسیٰ کو یہ بات منظور نہ تھی اس لئے آپ ملک شام سے بھاگ کر ہندوستان چلے آئے مگر یہ وجہ ہرگز قابل تسلیم نہین کیونکہ اول تو صرف شادی کے خوف سے اس قدر دور دراز و پر مصائب سفر اختیار کرنے کی ہرگز ضرورت نہ تھی یہ بات ملک شام کے کسی اور شہر یا قصبہ وغیرہ مین رہنے سے بھی حاصل ہوسکتی تھی۔

دوسرے پھر انتیس برس کی عمر مین جو پوری جوانی کا زمانہ تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پھر اپنے ملک کو واپس جانا اور انھین بزرگون اور عزیزون کے پاس رہنا جو اون کو شادی کے لئے مجبور کرتے تھے۔ بودہ مت والون کی پیش کی ہوئی وجہ کو محض غلط ثابت کرتا ہے کیونکہ بزرگون کی طرف سے شادی

کے لئے مجبور کئے جانے کا خوف چودہ برس کی عمر کے بہ نسبت ۲۹ برس کی عمر مین زیادہ تھا۔

۲۔ اگر حضرت مسیح علیہ السّلام چودہ برس کی عمر مین ہندوستان مین آتے اور ہندوستان مین سنسکرت اور پالی زبانین سیکھ کر اور ویدون اور بودہ مت کی کتابون مین کمال تبحر حاصل کر کے ملک شام کو واپس جاتے تو عقلاً ضروری تھا کہ وہ اپنے سفر ہند کا بنی اسرائیل سے تذکرہ کرتے اور سنسکرت اور پالی زبان کے کمالات اور ہندوٗن اور بودھون کے حالات اپنے ہموطن لوگون پر کچھ تو ظاہر کرتے۔ مگر تعجب ہے کہ باوجود نہ مانع ہونے کسی امر کے حضرۃ عیسٰی علیہ السلام نے اپنے وطن مین پہونچ کر سفر ہند وغیرہ کا نہ کسی سے ذکر کیا نہ ہندوٗن اور بودھون کا کبھی بھولکر نام لیا بلکہ شریعت موسوی کی تبلیغ کرتے رہے جیساکہ اناجیل وکتب تاریخ ونیز نوٹوویچ کی کتاب سے ظاہر ہے۔ اس سے بھی قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بودھون نے جو زمانہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ہندوستان مین تشریف لانے کا اپنی کتابون مین لکھ رکھا ہے وہ زمانہ یقیناً غلط ہے۔

۳۔ اناجیل اور تواریخ یہود وغیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام اپنی ولادت کے وقت سے واقعہ صلیب تک علانیہ طور پر اور برابر اپنے وطن مین موجود رہے۔ پس حضرۃ مسیح علیہ السلام کا چودہوین برس سے انتیس برس تک ہندوستان ونیپال وغیرہ مین رہنا سراسر خلاف واقع اور خلاف قیاس ہے۔

اصل بات یہی ہے کہ عیسٰی علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد ملک شام سے ہجرت کر کے ہندوستان مین تشریف لائے اور مختلف مقامات ہند مین سیر کرنے کے بعد کشمیر مین قیام پذیر ہوئے اور وہین فوت ہوگئے۔ چونکہ عیسٰی علیہ السلام ہندوستان مین مختلف مقامات پر سیاحت کرتے ہوئے گئے اور جابجا عارضی طور پر قیام کیا اور جہان گئے۔ وہان دعوت خلق مین مصروف رہے اس لئے ان مقامات کے باشندون کو جن مین آپ نے عارضی طور پر قیام فرمایا۔ آپ کا نام یعنے وہ نام جو آپنے ہندوستان مین ظاہر کیا یاد رہا اور نیز آپکے کلمات طیبات بھی کمی بیشی کے ساتھ یاد رہے۔ جن کو بالآخر بودہ مت والون نے اپنی کتابون مین رنگ آمیزی کے ساتھ درج کر لیا چنانچہ وہ اب تک درج چلے

آتے ہین۔

معلوم ہوتا ہے کہ بودہ مت والون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات اپنی کتابون مین آپ کی وفات سے کوئی سو دو سو برس[1] کے بعد قلمبند کئے ہون گے اور اس وقت ایک طرف تو انھون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہندوستان مین آنا اور مختلف شہرون مین وعظ کرتے ہوئے پھرنا قومی اور ملکی روائیتون سے سُنا ہوگا۔ جن کو وہ ردّ نہین کر سکتے تھے نیز مسیح علیہ السلام کی وفات کے بعد اون کے متبع کشمیرین نے بھی مسیح کے حالات کچھ بیان کئے ہون گے۔ اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ملک شام مین صلیب کے ذریعہ سے وفات پانا ملک شام کے آنے جانے والے قافلون سے سُنا ہوگا۔ اس لئے بودہ لوگ یہ تو سمجھ نہ سکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچ کر ہندوستان مین ہجرت کر آئے اور دعوت خلق مین مشغول ہوئے۔ ناچار انہون نے یہ فیصلہ کر لیا۔ کہ وفات سے پہلے ہی ہندوستان مین آئے ہون گے۔ اب چونکہ بودہ مت والون کے علم مین حضرت مسیح علیہ السلام نے تیس برس کی عمر مین نبوّت کا دعوے کیا اور تین برس تبلیغ مین مصروف رہے جس کے بعد وہ صلیب کے ذریعہ سے فوت ہو گئے اس لئے بودہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کی ہندوستان مین تشریف آوری کا ایسا زمانہ مُعین کرنے پر مجبور ہوئے جس کے ذریعہ سے وہ یہ بات بھی ثابت کر سکین کہ عیسےٰ ہندوستان مین عرصہ تک رہے اور انھون نے بودہ مت والون کی زبان بھی کامل طور پر سیکھ لی اور بودہ مت کی مذہبی تعلیم سے بھی کامل طور پر بہرہ یاب ہو کر بدسٹ اوتار یا واعظ کی حیثیت سے دنیا کو تبلیغ بھی کرتے رہے

---

[1] بودہ مت کی کتابون مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات کتاب یوز آسف کی تصنیف کے بعد درج ہوتا معلوم ہوتے ہین کیونکہ بودھون کی کتابون مین عیسیٰ علیہ السلام کا نام یوز آسف نہین لکھا بلکہ صریح نام لیا گیا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام یوز آسف ہونا مصنف کتاب یوز آسف کو معلوم نہ تھا بعد وفات عیسیٰ علیہ السلام اور بعد تصنیف کتاب یوز آسف کشمیری عیسائیون نے یوز آسف کا نام عیسیٰ ہونا اور ان کا ہندوستان مین آنا ظاہر کیا ہوگا اس وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کا ہندوستان مین آنا بودہ مت والون کو معلوم ہو گیا اور یوز آسف کی قبر عیسیٰ صاحب کی قبر بھی مشہور ہوئی چنانچہ اس وقت تک کشمیر مین اس طرح مشہور چلی آتی ہے

اس لئے اوںھوں نے مسیح کے ہندوستان مین آنے کا زمانہ مسیح کی ولادت کے چودھوین برس بتلایا اس حساب سے مسیح کے قیام ہندوستان کا زمانہ کل پندرہ برس ہوتا ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ زمانہ اس وقت ہندوستان کی مختلف مقامات کی سیاحت سنسکرت زبان کی تحصیل وید ون کے پڑھنے پھر پالی زبان سیکھنے اور بودھ مت والون کی ضخیم کتابون کا ماہر بننے کے لئے ہرگز کافی نہین ۔

پس تحقیقات مندرجہ بالا سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وطن سے ہجرت کر کے ہندوستان مین ضرور تشریف لائے اور کشمیر مین یوز آسف کہلائے ۔ اس تحقیقات کی صحت اور قطعیت کی تصدیق قرآن کریم اور احادیث نبی رؤف ورحیم سے بھی ہوتی ہے ۔

خداوند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہے ۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم ۔ یعنی یہودیون نے مسیح کو قتل نہین کر ڈالا ۔ نہ صلیب دے کر مار ڈالا ۔ ہوا کیا ؟ مسیح کی حالت مقتول ومصلوب کے مشابہ ہوگئی تھی یہی وہ بات ہے ۔ جسکو محققین یوروپ نے لکھا ہے کہ مسیح موت کی سی بے ہوشی تک پہونچ کر پھر بحال ہوا ۔ اور نامعلوم تنہائی کی جگہ مین چلا گیا ۔ اب کریمہ مذکورہ بالا کے ساتھ ذیل کی حدیثون پر بھی غور کرو ۔ کنز العمال جو احادیث کی ایک جامع کتاب ہے اس کے صفحہ ۳۴ مین ابو ہریرہ سے یہ حدیث لکھی ہے ۔ اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ ان انتقل من مکان الی مکان لئلا تعرف فتوذی ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف نقل کرتا رہ ۔ یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف جا تاکہ کوئی تجھے پہچان کر دکھ نہ دے ۔ اور پھر اسی کتاب مین جابر سے روایت کر کے یہ حدیث لکھی ہے ۔ کان عیسیٰ ابن مریم یسیح فاذا امسے اکل بقل الصحراء ویشرب الماء القراح ۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ سیاحت کیا کرتے تھے اور ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف سیر کرتے تھے اور جہان شام ہوتی تھی ۔ تو جنگل کے بقولات مین سے کچھ کھاتے تھے اور خالص پانی پیتے تھے ۔ ان حدیثون کے بعد اس آیت کو بغور دیکھو ۔ وآوینہما الی ربوۃ ذات قرار ومعین

ترجمہ۔ہم نے ایک بڑی مُصیبت کے بعد عیسےٰ اور اس کی ماں کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہ دی۔جو بڑے آرام کی جگہ تھی اور جہاں خوش گوار پانی تھا۔ظاہر ہے کہ عربی مین آوے کالفظ اسی موقعہ پر آتا ہے کہ جب کسی مصیبت پیش آمدہ سے بچاکر پناہ دیجاتی ہے یہی محاورہ تمام قرآن شریف مین اور تمام اقوال عرب مین اور احادیث مین موجود ہے اور واقعہ صلیب کے سوائے کسی اور بڑی مصیبت کا جس کی وجہ سے ہجرت کی ضرورت ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیش آنا قرآن شریف انجیل و تاریخ سے ثابت نہین۔پس صاف ظاہر ہوگیا کہ آیۃ کریمہ آوینھا الی ربوۃ مین جس مُصیبت سے بچاکر پناہ دینے کا ذکر ہے وہ صلیبی مُصیبت ہے اور جس جگہ پر پناہ دینے کا ذکر ہے وہ جگہ کشمیر ہے جس پر الفاظ ربوۃ ذات قرار ومعین بالکل چسپان ہین اس کے بعد اکمال الدین وغیرہ کی عبارتون کو پڑھو جو اوپر نقل کی گئی ہین۔تو حضرت مسیح علیہ السلام کے سفر کشمیر کا فوٹو آنکھون کے سامنے کھینچ جاتا ہے اور بے ساختہ دل بول اُٹھتا ہے کہ حضرت یوز آسف سے مراد بے شک حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین۔

حضرت ابن جریر علیہ الرحمۃ کے جو تیسری صدی ہجری مین ایک بڑے مُفسر اور مشہور مؤرخ گذرے ہین اپنی کتاب تاریخ طبری کے صفحہ ۲۶۹ جلد دوم مین یہ ہدایت لکھی ہے۔کہ ابن سلیم انصاری کہتے ہین کہ ہماری مستورات مین سے ایک عورت نے جبل جمّار پر جانے کی نذر مانی تھی اس واسطے مجھے بھی اس کے ساتھ اس جبل پر جانے کا اتفاق ہُوا۔جب ہم پہاڑ کی چوٹی پر پہونچے۔تو وہان ایک بڑی عظیم الشان قبر دیکھی۔جس کے دونون طرف یعنی سر اور پاؤن کی جانب دو بڑے بڑے پتھر پڑے تھے۔جن پر کچھ لکھا تھا مین کہ مین اس کتبہ کو پڑھ نہ سکا ان دونون پتھرون کو مین نے ساتھ اُٹھالیا اور اس وجہ سے کہ وہ پتھر بھاری تھے۔مین نے ایک کتبہ کو اُترتے ہوئے پہاڑ پر ہی پھینک دیا۔دوسرا کتبہ جو مین ساتھ لایا تھا مین نے اپنے ہان سریانی عالمون اور اسی طرح بعد ازان اہل یمن کے زبور نویسون کی خدمت مین پیش کیا اور اس وجہ سے کہ اون مین سے اُن کو کوئی نہ پڑھ سکا وہ کتبہ ہمارے گھر مین کئی سال پڑا رہا اور مدت کے بعد ہمارے ہان ملک فارس کے چند اہل ماہ آئے باتون ہی باتون اس کتبہ کا ذکر آگیا۔تو مین نے ان کو یہ کتبہ نکال کر دیا انھون نے بتایا کہ یہ ہمارے عیسیٰ ابن مریم رسول علیہ السلام کی قبر کا کتبہ ہے جو ہمارے بلاد مین رسول کرکے بھیجے

رگئے تھے ان کے مرنے کے بعد ان کو اس پہاڑ پر دفن کیا گیا ہے کتبہ پر یہ عبارت لکھی تھی۔ ہذا قبر رسول اللہ عیسیٰ ابن مریم عم ارسل الی ہذہ البلاد۔ یعنی یہ حضرت عیسیٰ کی قبر ہے جو ان بلاد مین رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس روایت سے چند فائدے حاصل ہوتے ہین۔

۱۔ تیسری صدی ہجری سے بھی پہلے مسلمانون مین یہ خیال پھیل گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام سے باہر کسی جگہ وفات پر دفن کئے گئے ہین۔

۲۔ اہل فارس کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک فارس مین ضرور تشریف لائے تھے۔

۳۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ یا دوسرے لفظون مین یون کہو کہ زمانہ خیر القرون مین اس بات کا شہرہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر پر ایک کتبہ موجود ہے۔ جسکی عبارت کا مطلب یہ ہے جو اوپر لکھا گیا۔

۴۔ اس روایت سے دو قیاس پیدا ہوتے ہین ایک تو یہ کہ خان یار مین جو قبر عیسےٰ کی ہے۔ وہان سے کوئی مسافر کتبہ اٹھالے گیا ہو۔ دوسرے یہ کہ مسیح علیہ السلام کی قبر واقع خانیار سری نگر اور کتبہ کی عبارت کا حال معلوم کر کے کسی شخص نے مصنوعی کتبہ دنیوی فائدہ حاصل کرنے کے لئے تیار کرائے ہون مگر ان دونون قیاسون کے لئے یہ ضروری ہے کہ لوگون مین اس وقت عام طور پر یہ خیال پھیلا ہوا ہو۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام روئے زمین کے کسی حصہ مین دفن ہین اور ان کی قبر پر کوئی کتبہ بھی ہے۔

غرض اس روایت سے بوجوہ مذکورہ بالا ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقت صلیب زندہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر نہین اٹھائے گئے۔ بلکہ ملک شام سے ہجرت کر کے فارس ہوتے ہوئے کسی جگہ پہونچ کر فوت ہوگئے اور وہان ان کی قبر بنائی گئی۔ جس پر ایک کتبہ بھی تھا اور تحقیقات مندرجہ بالا سے ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اوسی قبر مین دفن ہین۔ جو سری نگر مین یوز آسف نبی کی قبر مشہور ہے۔

اب ہم کتاب یوز آسف اور بلوہر کے دو نامون مین سے یوز آسف کی نسبت اس مضمون مین کامل طور پر لکھ چکے اور ہمارا اصل مقصود یہی اس نام کی تحقیق تھا۔ دوسرے بلوہر کی نسبت ہم صرف ایک مختصر

بات ناظرین کے گوش گذار کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

کہ تواریخ کلیسیا کے صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے کہ " اندریاس نے انجیل کا وعظ سیتھیا میں کہا اور تھوما اور برتھولما نے پارتھیہ اور ہندوستان میں ساحل ملیبار تک" پس کیا عجب کہ جنبی زبان کا نام ہونے اور مرور زمانہ اور کثرت استعمال کے سبب سے ہندوستان میں برتھولما حواری کا نام بگڑ بگڑا کر بلوہر ہو گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

الراقم

سید صادق حسین مختار

۱۰ - دسمبر سنہ ۱۹۰۷ء

وفات مسیحؑ

(نوشتہ قاضی اکمل)

(۱) فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم - مسیح ابن مریم قیامت کے دن عرض کریگا جب تو نے مجھے وفات دی تو اس کے بعد تو ہی نگہبان حال تھا۔ مجھ خبر نہین - جب تک مین رہا۔ کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم - وہ توحید پر قائم رہے۔

قرآن مجید کی شہادت

اس سے دو باتین ثابت ہوئین (۱) عیسائی وفات مسیح کے بعد بگڑے چون کہ بگڑ چکے ہین اس لئے ثابت ہوا کہ مسیح بھی مر چکے ہین (۲) قیامت تک اُمّت کی پھر خبر نہین گویا دوبارہ بنفسہ دنیا مین نہین آئے (ب) جب اللہ تعالیٰ فاعل انسان مفعول ہو تو توفّی کے معنے یقیناً موت کے ہین اگر نہین تو مثال پیش کرو بشرطیکہ قرینہ صارفہ نہو

آنحضرت صلعم کی روایت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے مسیح بن مریم کو یحیی کیساتھ یعنے مُردون مین معراج کی رات دیکھا (مشکوٰۃ)

صحابہ کرام کی شہادت

جب ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے تو بعض کا گمان تھا کہ عیسیٰ کی طرح بجسدہ مرفوع ہوئے صدیق اکبر نے آیۃ پڑھی۔ ما محمّدٌ الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے پہلے سب ہی رُسول فوت ہو چکے اس طرح پر آپ کی وفات پر استدلال کیا خلت کے معنے قرآن مجید نے خود افان مات او قتل سے کر دئے۔

ائمہ اربعہ کی شہادت

ائمہ اربعہ سے کسی نے مسیح کی وفات کا انکار نہین کیا اصل بات کیا ہے وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبّہ لھم - نہ یہودیون نے مسیح کو قتل کیا نہ صلیب پر مارا - بلکہ مسیح ان کے لئے مصلوب کی مانند بنایا گیا یعنی غش آ گیا مگر مرا نہین اس طرح پر یہود کا اصل مقصد ملعون بنانا (تورات باب استثنار) پُورا نہ ہوا تو اسی خدا تعالیٰ نے فرمایا بل رفعہ اللہ الیہ - اللہ نے اپنی طرف مرفوع کیا جیسے اور نبیون کو کیا کرتا ہے اس کے لئے کئی قدرتی اسباب پیدا ہو گئے - سبّت نزدیک تھا - دن کو گرہن - سخت آندھی - پلاطوس کی بیوی کو خواب - ہڈیون کا نہ توڑا جانا - مرہم عیسیٰ

(ب) آسمان پر کسی بشر کا جانا خلاف سنۃ اللہ ہے ۔ سُنّت اللہ کیا ہے ۔ کفار نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا او ترقی فی السّماء (یا تو آسمان پر چڑھ جاوے) جواب دیا گیا سبحان ربّی ھل کنت الّا بشرا ً رسولاً ۔ بشر کے لئے یہ سنت نہین ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً (سنۃ اللہ مین تغیّر نہین ہوتا) چنانچہ فرمایا وفیہا تحیون وفیہا تموتون (اسی زمین مین زندہ رہوگے اسی مین مروگے) واقعہ صلیب کے بعد باغبانون کے بھیس مین نکلے مُریدون سے ملے زخم دکھلائے ۔ مچھلی کھائی اور کشمیر مین پہونچے واٰوینٰھما الیٰ ربوۃٍ ذات قرارٍ و معین ۔ (ہم نے اونچے مقام چشمے والون پر پناہ دی)

ہمارا نبی

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُورسارا — نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہین پیمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک ازخدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلون سے خوب تر ہے خوبی مین اک قمر ہے — اسپر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے
پہلے تو رہ مین ہارے پار اس نے ہین اُتارے — مین جاؤن اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے — دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یار لامکانی ۔ وہ دلبر نہانی — دیکھا ہے ہمنے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دین ہے وہ تاج مرسلین ہے — وہ طیب وامین ہے اس کی ثنا یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے — جوراز تھے بتائے نعم العطاء یہی ہے
آنکھ اس کی دوربین ہے دل یار سے قرین ہے — ہاتھون مین شمع دین ہے عین الضیا یہی ہے
جوراز دین تھے بھاری اس نے بتائے سارے — دولت کا دینے والا فرمان روا یہی ہے
اس نُور پر فدا ہون اس کا ہی مین ہوا ہون — وہ ہے مین چیز کیا ہون بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علمون کا ہے خزانہ — باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا — وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
ہم تھے دلون کے اندھے سو سو دلون مین پھندے — پھر کھولے جس نے جندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

ضروری اطلاع!

صفحہ ۳۳ کے بعد ۳۸ - ۳۹ اور پھر ۳۶ - ۳۷ پھر ۳۴
۳۵ چھپ گیا ہے - ناظرین مضمون کا سلسلہ ملا کر پڑھیں

مؤلف رسالہ کشف الاسرار کی اور کتابین جن پر ریویو آف ریلیجنز قادیان ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء مین حسب ذیل ریویو شائع ہوا ہے۔

ریویو

رسالہ ترکیب بند صادق - اس رسالہ مین لائق مصنف نے مختلف انگریزی فرانسیسی اور فارسی تاریخ کی کتابون سے اہل عرب کو جمیع علوم و فنون کا سرچشمہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور جہانتک ہمنے اس رسالہ پر غور کیا ہے مصنف صاحب اپنے ارادے مین بہت کامیاب ہوئے ہین رسالہ مذکور عام فہم نظم مین معہ حواشی مفصل بزبان اردو سلیس ہے۔ ۵۰ صفحے کا رسالہ ہے۔ قیمت ۲/

رسالہ صمصام الحق - اس مین مصنف نے خلفاء کرام کی خلافت کا ثبوت اہل تشیع کی معتبر کتب سے بالتفصیل نہائت خوش اسلوبی کے ساتھ دیا ہے۔ عبارت برجستہ اردو سلیس حوالجات مفصل معہ ترجمہ صفحہ ۷۵

سیف اللہ القہار علی رؤس الاشرار - مصنف مذکور نے اس رسالہ مین شیعہ صاحبان کے باطل عقائد مثلاً تقیہ اور نجوم اور دیگر ایسے لچر عقائد کی مختصر طور پر مگر عمدہ پیرایہ مین مہذبانہ تردید کی ہے قرآن کریم سے استدلال پکڑا ہے۔ ۲۰ صفحے کا رسالہ ہے۔

یہ ہر سہ کتابین سید محمد صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت و اڈیٹر اخبار اٹاوہ پنچ و رسالہ صبح صادق اٹاوہ مصنف کتب مذکور سے ملسکتی ہین۔

زیر طبع

تصدیق کلام ربانی بجواب مسلمانی کے بانی کی کہانی (رد آریہ)
ازالۃ الشکوک (ایک آریہ کے بیس سوالون کے جوابات)